دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر18(قَدْ أَفْلَحَ)

طالب علم کے لئے مرحبا

✷ صفوان بن عسّال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوااور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں سرخ چادر سے سہارا لئے ہوئے تشریف رکھتے تھے۔ پس میں نے عرض کیا: یارسول اللہ میں طلب علم کے لئے حاضر ہوا ہوں (یعنی میں نے اپنے آنے کا مقصد بتایا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرحبا ہے طالب علم کے لیے۔ بیشک طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھک لیتے ہیں اور ایک دوسرے پر ہجوم کرتے ہیں یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اس چیز کی محبت کی وجہ سے جس کو وہ طلب کرتا ہے (یعنی جب انسان کے دل میں علم حاصل کرنے کی محبت ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے اس کو فوری طور پر یہ فائدے حاصل ہو جاتے ہیں)

تو اس لیے جب ہم یہاں پر آئیں تو ہماری واحد نیت یہی ہونی چاہیے کہ ہم اپنے علم میں اضافہ کرنے جارہے ہیں، اپنے علم کو تروتازہ کرنے جارہے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کام پر جو ہمیں وعدے کر رکھے ہیں ان کا شوق رکھتے ہیں اور اس کی امید رکھتے ہیں، اللہ تعالی ہم سب کو یہ عطا فرمائے۔ آمین

سورۃ المومنون

❖ آیت 1

ایمان والوں کے لیے کونسی کامیابی ہے؟ جنت کی کامیابی ہے۔ ان کا آخری ٹھکانہ، انکی ہمیشہ کی زندگی بہت مزے میں ہوگی۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا۔ تعمیر کا انداز یہ تھا کہ ایک اینٹ سونے کی تھی ایک اینٹ چاندی کی تھی اور گارا کستوری کا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کہا کلام کر یعنی بات کرو تو اس نے کہا قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ یقیناً کامیاب ہوگئے مومن۔ فرشتوں نے کہا اے جنت تیرے لیے خوشخبری ہو، تو تو بادشاہوں کا ٹھکانا ہے۔

یعنی ایک شخص دنیامیں اگر انتہائی غربت اور کسمپرسی کے عالم میں بھی زندگی بسر کر رہا ہے لیکن اس کے اندر ایمان ہے اور ایمان والوں کی خصوصیات ہیں تو جنت اس کے لئے ہے اور جنت میں وہ بادشاہوں کی طرح رہے گا۔

❖ آیت 2

کون ہیں یہ ایمان والے؟

وہ جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں عاجزی اختیار کرتے ہیں.

خشوع ایسی کیفیت کانام ہے کہ انسان کے دل کے اندر عاجزی اور انکساری کا احساس ہو کہ میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوں اور اس وجہ سے اس کے سارے اعضاء بھی پر سکون ہوں یعنی اندر بھی سکون ہو اور باہر بھی سکون ہو۔

خشوع میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ شاید بہت روتے ہوئے نماز پڑھنا خشوع ہے رونا ہی خشوع نہیں وہ بھی ایک پارٹ ہے لیکن اصل چیز ہے دل کا حاضر ہونا، دل کا متوجہ ہونا اور اعضاء کا پر سکون ہونا۔

ایک چیز باطن سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ظاہر سے تعلق رکھتی ہے، ظاہر میں انسان حرکت کثیر نہ کرے، بار بار چیزوں کو ادھر ادھر نہ کرے۔

مثلاً بعض لوگ نماز میں روتے ہیں تو اپنے ساتھ ٹشو رکھ لیتے ہیں اور ہاتھ میں پکڑ کے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں یہ خشوع کے خلاف ہے اور اسی طرح دو ہاتھوں سے حرکت نہ کریں جیسے اگر کوئی چیز آپ کو مجبوراً اٹھانی پڑی یا رکھنی پڑی ٹشو بھی لینا پڑا تو اس کو دو ہاتھوں سے نہ کھولیں یعنی بس جس طرح ہے ایک ہاتھ سے ہی استعمال کریں پھر اسی طرح بار بار کپڑے سنوارنا، آگے پیچھے کرنا، اگر چادر پر نماز پڑھ رہے ہیں تو اس کی کریزیں دور کرنا، یہ ساری چیزیں خشوع کے خلاف ہیں۔

خشوع میں بھرپور توجہ اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف رہنی چاہیے یعنی دل نماز میں متوجہ ہو اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہوں ذہنی طور پر بھی حاضر ہوں اور اس بات کا احساس غالب رہے کہ میں اللہ رب العزت کے سامنے کھڑا ہوں اور اپنے رب سے سرگوشیاں کر رہا ہوں۔

نماز خشوع کے بغیر ایسی ہی ہے جیسا کہ روح کے بغیر جسم۔ یعنی ایک لاشا سا ہے ایک ڈھانچہ سا ہے جس کے اندر کوئی جان نہیں اگر نماز کے اندر خشوع نہ ہو۔

تو انسان کے سارے اعضاء میں خشوع ہونا چاہیے ۔

- یعنی دل کا خشوع یہ ہے کہ انسان اللہ کی طرف متوجہ ہو۔
- ہاتھ پاؤں کا خشوع یہ ہے کہ انسان اپنی حرکتوں کو کم رکھے۔

✷ جو خشوع سے نماز پڑھتا ہے اس سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا اس کے لئے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے اگر چاہے تو بخش دے اگر چاہے تو عذاب دے۔

خشوع جنت کو واجب کرنے والا عمل ہے۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر خشوع وخضوع کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت نماز ادا کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔

یعنی اگرچہ بہت مشکل کام ہے لیکن جو اس کے کرنے میں کامیاب ہو جائیں وہ پھر کامیاب ہی کامیاب ہے۔

نماز کا اجر خشوع کے حساب سے ہی ملتا ہے۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بیشک بندہ نماز پڑھتا ہے اور ہر آدمی کا اجر مختلف ہوتا ہے اور اس کے لیے اس کی نماز کا دسواں حصہ، نوواں حصہ، آٹھواں حصہ، ساتواں حصہ، چھٹا حصہ، پانچواں حصہ، چوتھا حصہ، تہائی حصہ یا آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔

یعنی جتنا percent خشوع ہو گا اتنا پرسنٹ ہی اس کا اجر لکھا جائے گا۔

✷ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

اس امت سے سب سے پہلے خشوع اٹھا لیا جائے گا حتی کہ ان میں تمہیں ایک بھی خشوع والا آدمی نظر نہ آئے گا۔

تواب اس کے لئے کیا کرنا چاہیے؟

- انسان کو نماز کی طرف آنے سے پہلے نیت کرنی چاہیے کہ میں نے اطمینان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔
- اور نماز کے دوران بھی بار بار اپنے آپ کو سکون کی طرف لانا ہے جلدی نماز نہیں پڑھنی، جلدی کی نماز، سکون کے بغیر نماز خشوع والی نماز نہیں ہوتی۔
- اپنے نفس کو یہ یاد دلانا بار بار کہ تم کس کے حضور کھڑے ہو، کس سے سر گوشی کر رہے ہو۔
- پھر اسی طرح جیسے سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے جواب کو ذہن میں رکھنا جیسے الحمدللہ رب العالمین جب انسان کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر سے فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی لیکن اگر ہم تیزی سے جواب کا انتظار ہی نہیں کرتے بس پڑھے ہی چلے جاتے ہیں تو یہ خشوع کے خلاف ہے انسان الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا کی، جب تم کہتے ہو مالک یوم دین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، کیا تم نہیں جانتے کہ جب تم کہتے ہو ایاک نعبد وایاک نستعین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھ و آدھ ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ جب تم کہتے ہو اھدنا الصراط المستقیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لئے ہے میں نے اسے دے دیا ہے جو اس نے مانگا،(یعنی جب یہ دعا قبول ہوتی ہے جب ہم آرام سے نماز ادا کر رہے ہوں۔)

تو بہر حال انسان جب اپنے آپ کو عاجز کرتے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو کہ وہ بادشاہ ہے اور میں اس کے سامنے کھڑا ہوں تو کافی حد تک انسان کے اندر خشوع پیدا ہوتا ہے۔

اور دوسرا یہ کہ دنیا کی چیزیں جو ہمیں بار بار یاد آتی ہے۔

تو اس وقت سوچیں کہ یہ مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں میں اس کے بارے میں کیوں سوچ رہی ہوں، میں اپنے رب کی طرف کیوں نہ متوجہ رہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب کر دے۔

❖ آیت 3

یاد رکھیے

نماز میں خشوع تب ہی آتا ہے جب انسان عام زندگی میں بیہودہ باتوں سے بچتا ہے یعنی نماز سے پہلے کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ نماز میں reflect کرتی ہے اگر آپ نماز سے پہلے غصے کی حالت میں ہیں اور کسی کو ڈانٹ ڈپٹ کر آئے ہیں یا نماز سے پہلے آپ نے کسی کو مارا ہے یا اس سے پہلے آپ نے کوئی جھوٹ بولا ہے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ کی نماز میں خشوع پیدا ہو۔

اُس کے لیے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہونے کے لئے اپنے آپ کو اور خصوصا اپنی زبان کو اپنے عمل کو لغو سے بیہودہ فضول چیزوں سے بچائے۔

لغو وہ چیز جس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

تو جو شخص لغو سے بچتا ہے پھر وہ حرام سے بھی بچتا ہے پھر وہ اس سے بڑے گناہ سے بھی بچتا ہے۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرتے تھے، لا یعنی گفتگو نہیں کرتے تھے، نماز لمبی پڑھتے، خطبہ مختصر دیتے اور اسلام کا حسن یہ ہے

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔

کہ انسان بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے۔

✷ حدیث میں آتا ہے ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے درمیان کوئی لغو نہ ہو یہ علیین میں اندراج کا باعث ہے۔

یعنی انسان کے اعمال نامہ پھر علیین میں درج ہوتا ہے اور وہ بلند درجے میں لکھا جاتا ہے۔

❖ آیت 4

مال کی زکوۃ بھی ادا کرتے ہیں اور اپنے نفس کا بھی تزکیہ کرتے ہیں یعنی حسی اور معنوی دونوں ہی اعتبار سے

❖ آیت 8

امانت اور عہد وپیمان، بار بار قرآن مجید میں عہد کا ذکر آتا ہے جس سے آپ اندازہ کرسکتے کہ کتنا اہم ہے اپنی commitments کو نبھانا۔

امانت اور عہد ہر اس کام کا مجموعہ ہے جو انسان اپنے ذمہ لے لیتا ہے یعنی کوئی بھی ڈیوٹی کوئی بھی وعدہ، کوئی بھی بات جو مان جاتے ہیں کہ ہاں میں کروں گا خواہ وہ آپ دین کا ہو یا دنیا کا یہ نہیں کہ صرف دین کے کام میں commitment ہو اور دنیا کے کام آپ ایسے ویسے کریں، نہیں خواہ دین کا ہو یا دنیا کا ہو قول ہو یا فعل ہو اور یہ کہ لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہوئے جو وعدے کئے جاتے ہیں یا ایک کانٹریکٹس ہوتے ہیں جیسے شادی بھی ایک کانٹریکٹ ہے وہ بھی ایک عہد ہے کہ شوہر بیوی اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں گے تو ان تمام چیزوں کو پوری طرح ادا کرنا چاہیے۔

تب انسان جنت میں جانے کا اہل ہوتا ہے کیوں کہ یہ ساری خوبیاں ان کی بتائی جارہی ہیں کہ جو جنت میں جانے والے ہیں۔

❖ آیت 9

نمازوں کی حفاظت کا مطلب کیا ہے؟

ان کو وقت پر ان کی شرائط کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

اب آپ دیکھیے کہ

شروع میں بھی اور آخر میں بھی نماز کا ذکر کیا گیا تو نماز کے آغاز میں خشوع کا ذکر ہے اور اختتام میں حفاظت کا ذکر ہے یعنی عاجزی کے ساتھ نماز میں داخل ہوتے ساری شرائط پوری کرتے ہوئے نماز ادا کرکے اس سے فارغ ہوتے ہیں۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پانچ باتیں ہیں جو ان کو ایمان کے ساتھ بجالایا جنت میں داخل ہوگا۔ جس نے پانچ نمازوں کی، ان کے وضو، رکوع سجود اور اوقات کے ساتھ حفاظت کی (تو حفاظت میں یہ ساری چیزیں آتی ہیں) پھر رمضان کے روزے رکھے بیت اللہ کا حج کیا، زادہ راہ کی طاقت اگر ہو تو، اور خوش دلی کے ساتھ زکوۃ دی تو ایسا شخص پھر جنت کا وارث ہے۔

❖ آیت 11

یہ جتنی بھی صفات ہیں۔ واجبی صفات نہیں جنت الفردوس میں داخل ہونے کے لئے لازمی صفات ہیں۔

یہ چوائس کی بات نہیں ہے، آپشن نہیں ہے کہ آپ چاہیں تو یہ اپنالیں اور چاہیں تو نہ۔

یہ آپ کے اندر لازمی طور پر ہونی چاہیے کیونکہ جنت صرف مستحب کاموں سے ہی حاصل نہیں ہو سکتی کہ ہم اپنی پسند کے pick & choose کر کے جو آسان کام ہے وہ کرلیں اور ہم کہیں ہم بہت نیک ہیں اور فرائض چھوڑ دیں۔

تو ان سارے فرائض کا ادا کرنا ضروری ہے جس میں انسان کی ذاتی حیا اور پھر اللہ تعالی کے ساتھ حیا اور پھر اللہ کے آگے جھکنا اور تزکیہ کے اوپر عمل کرنا یہ ساری چیزیں ضروری ہیں۔

❖ آیت 12

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ مِن سُلَٰلَةٖ مِّن طِينٖ

اور بالاشبہ یقیناً پیدا کیا ہم نے انسان کو خلاصے سے مٹی کے

سُلَٰلَةٖ : **ست** سے مطلب یہ کہ

پوری زمین کی جو مٹی ہے اس کا خلاصہ جو تھا اس سے آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے جن کی اولاد میں پھر کالے، گورے اور ہر طرح کی رنگ و نسل کے لوگ شامل ہو گئے تو یہ ست سے مراد کا خلاصہ ہے۔

❖ آیت 14

یعنی آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد پھر انسان کی تخلیق کے یہ مراحل ہیں جن کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے کہ نطفہ اور پھر علقہ اور پھر مضغہ اور پھر ہڈیاں اور پھر ہڈیوں پر گوشت یہ سب کچھ ماں کے پیٹ کے اندر اللہ کی قدرت کے ساتھ انجام پاتا ہے۔

❖ آیت 16

یعنی موت زندگی کا اختتام نہیں ہے ابھی سفر جاری ہے ابھی مرنے کے بعد پھر اٹھنا ہے۔

❖ آیت 18

یعنی سارا پانی ہی اڑا دیں اور زمین کی گہرائیوں میں اتار دیں کہ کوئی وہاں سے حاصل ہی نہ کر سکے۔

تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے پانی کو ضرورت کے مطابق اتارا ہے اور ہر سال جو بارش ہوتی ہے وہ خاص مقدار کے ساتھ ہوتی ہے نہ اس میں کمی ہوتی ہے نہ اضافہ ہوتا ہے اگر زیادہ ہو جائے تو آبادیاں تباہ ہو کر رہ جائیں، کم ہو جائے تو تباہی ہو جائے قحط اور فاقے کے ساتھ۔

تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، اللہ کی رحمت ہے اس کی قدرت کی علامت ہے کہ اس نے پانی کا یہ کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔

❖ آیت 20

زیتون کے درخت کی طرف اشارہ ہے جس کا تیل بہت فائدہ مند ہے اور کھانے والوں کو سالن کا کام دیتا ہے۔

یعنی زیتون اور زیتون کا تیل دونوں ہی اگر اس تیل میں ڈپ کر کے کھائیں تو بالکل ایسی ہے جیسے آپ کوئی کڑھی کھا رہے ہوں۔

❖ آیت 22

یعنی اللہ تعالی نے دُہرے دُہرے فائدے تمہارے لئے رکھے کہ یہ جانور تمہارے لیے جہاں کھانے پینے کا سامان فراہم کرتے ہیں، گوشت اور دودھ، وہاں تمہاری سواری کے بھی کام آتے ہیں جیسے اونٹ ہے، بیل ہے۔

❖ آیت 24

من گھڑت باتیں بنالیں یعنی وہ بات نہیں مانی جو پیغمبر خود بتا رہے ہیں اور خود سے ہی ان کے بارے میں آراء قائم کرلیں۔

❖ آیت 25

ان ہی کی بات میں contradiction ہے یعنی پہلے بتا رہے ہیں کہ وہ تو یہ بھی چاہتا اور یہ بھی چاہتا ہے، یہ بھی چاہتا ہے اس کا مطلب بہت سمارٹ انسان ہے جو اپنے لئے بہت سی چیزیں چاہتا ہے اور پھر خود ہی جھٹلا رہے ہیں کہ اس کو تو جنون لاحق ہے تو جسے جنون لاحق ہو وہ اتنی سمجھ داری کے فیصلے تو نہیں کرتا۔

❖ آیت 28

تو دشمن کے نقصان پہنچنے سے سلامتی ملنے پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

❖ آیت 29

وَقُل رَّبِّ أَنزِلۡنِي مُنزَلٗا مُّبَارَكٗا وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلۡمُنزِلِينَ

یعنی ہم اپنا گھر بار سب کچھ چھوڑ کے تو جا رہے ہیں ایک نامعلوم منزل کی طرف جہاں جا کر ہماری کشتی ٹکے وہ جگہ اور وہ ٹھکانہ بھی ہمارے لئے بابرکت ہو جائے۔

تو یہ منزل پر اترتے وقت کی دعا ہے آپ کسی جگہ ٹریول کر کے جائیں۔

مثلاً: یہاں پر آتے ہیں داخل ہوتے وقت یہ پڑھ سکتے ہیں۔ کسی بھی نئی جگہ پر جب آپ جاتے ہیں یا اپنے گھر بھی جاتے ہیں تو برکت کی دعا کر سکتے ہیں۔

❖ آیت 30-34

اس قوم کا نام یہاں نہیں لیا گیا لیکن آپ کے بعد جو بھی قومیں آئیں ان کی طرف اشارہ ہے۔

اب انہیں شیطان نے ایک اور بات سجھا دی کہ چونکہ تمہارے جیسا انسان ہے اس لیے اس کی بات نہ مانو حالانکہ زندگی میں انسان بہت مقامات پر ہر چیز صرف اپنی مرضی سے نہیں کرتا۔

مثلاً: آپ بیمار ہیں تو کس کی بات مانتے ہیں ڈاکٹر کی بات مانتے ہیں، اسی طرح مختلف طرح کے لوگ جن کو اللہ نے علم دے رکھا ہوتا ہے جب آپ کو اس کے مطابق کوئی حاجت پیش آتی ہے تو اس سے مشورہ لیتے ہیں، اب تو consultancy کی کتنی فیس ہے اور یہ باقاعدہ ایک پیشہ بن گیا ہے کہ لوگوں کو مختلف کاموں میں، جابز میں، پروفیشن میں بہتر کرنے کا، بزنس میں بہتر کرنے کا مشورہ دینا اور اس مشورے کی بڑی قیمت ہوتی ہے.

تو اسی طرح جس پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہو انسان اسی کی بات کو نہ مانیں یہ کہہ کر ایک فضول سی دلیل دے کر کہ چونکہ یہ تمہاری طرح کا کھانا پینا کرتا ہے اس لیے اس کی بات مت سنو اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے آدمی کی اطاعت کر لی تو پھر تم خسارے میں ہی رہے۔

❖ آیت 35-37

یعنی آخرت پر یقین نہیں رکھتے تھے یہ ان کے لئے بڑے اچنبھے کی بات تھی اور آج بھی یہ سوچ بہت پائی جاتی ہے کہ بس زندگی یہی دنیا کی زندگی ہے مرنے کے بعد دوبارہ کوئی نہیں اٹھے گا۔

❖ آیت 47

وہاں کھانے پینے کا ایشو تھا یہاں غلامی کا آ گیا کہ انکی قوم چونکہ ہماری غلام ہے اس لیے ہم انکی بات نہیں مانیں گے تو یہ بودی دلیلیں ہیں کسی کی بات نہ سننے کی۔یعنی جب انسان اپنی خواہشات پر عمل کرنا چاہتا ہے تو حق بات کرنے والے کے بارے میں کوئی نہ کوئی ایسی بات نکال لیتا ہے کہ جس سے اسکی بات ہی کو رد کر دیتا کہ اپنے آپ کو جسٹیفائی کر سکے کہ ہم اس لئے اس کی بات نہیں مان رہے۔

تو سوچنا یہ چاہیے کہ کسی بھی انسان کی جو مخلص ہو کر آپ کو کوئی حق کی بات کر رہا ہو، نصیحت کر رہا ہو اور آپ سمجھ بھی رہے ہوتے ہیں بات صحیح کر رہا ہے لیکن آپ صرف کسی خود ساختہ وجہ کی بنا پر اس کو جھٹلا دیں، اس کی بات کو جھٹلا دیں تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہو گا یہ جھٹلانے والے کا ہی ہو گا۔

❖ آیت 50

یعنی خاص طور پر ان پر جو انعامات کیے ان کا بھی ذکر ہے۔

❖ آیت 51

سب رسولوں کا ذکر کر کے اجمالی طور پر، مختصر طور پھر سب کو خطاب ہے۔

سارے پیغمبروں کو یہ ہدایت کی گئی! کیا؟

اے پیغمبروں کی جماعت پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اسے میں خوب جانتا ہوں۔

یاد رکھیے

رزق حلال نیک کاموں میں مددگار ہوتا ہے جب انسان کا کھانا حلال ہو جاتا ہے تو اس کی عبادت میں بھی خشوع پیدا ہو جاتا ہے اور جب انسان کھانے میں اسراف برتتا ہے، غلط چیزیں کھاتا ہے جو اس کی صحت کیلئے نقصان دہ ہوتی ہیں تو پھر کیا ہوتا ہے ؟

انسان کسی کام کا نہیں رہتا، عبادت کے قابل نہیں رہتا تو رزق میں طیب کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر تم میں چار خصائل پائے جاتے ہیں تو تمہیں دنیا کے کسی فائدے سے محرومی کا کوئی افسوس نہیں ہونا چاہیے، امانت کی حفاظت، سچی بات، حسن فطرت اور رزق کی پاکیزگی۔

یعنی اگر رزق پاک ہو تو پھر تم فکر نہ کرو بہت بڑا معرکہ ہے، بہت بڑی تم نے ایک چیز accomplish کر لی ہے اور بہت بڑے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو کیونکہ انسان اپنی کمائی کا ایک بڑا حصہ کھانے پر ہی استعمال کرتا ہے۔ لباس تو سال میں ایک آدھ دفعہ بنتا ہے یا اسی طرح باقی کوئی چیزیں آپ مہینے میں اسکی قسط دیتے ہیں، کوئی چھ مہینے میں کرتے ہیں لیکن کھانا تو روز کا کام ہے، کھانے پر تو روز خرچ کر رہے ہوتے ہیں تو جس شخص کا کھانا پاک ہو گیا اس کی باقی زندگی بھی اچھی ہو جائے گی۔

صحابہ کرام ہر ممکن حد تک حرام چیز سے بچتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض اوقات کھانے کی تحقیق کرتے تھے کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ کیا حلال ہے یا نہیں۔

❖ آیت 53

یعنی pick & choose کر کے اپنی مرضی اور پسند کی چیزیں اختیار کر لیں اور اس پر راضی اور خوش ہو گئے

❖ آیت 57

یعنی کامیاب کون ہیں؟ بھلائی پانے والے کون ہیں؟

جن کے اندر رب کا خوف ہے۔ جو بہت سے گناہوں کو اللہ کے ڈر سے چھوڑ دیتے ہیں۔

❖ آیت 60

ساری نیکیاں کر کے بھی ڈرتے ہیں، یعنی نیک اعمال کرنے کے باوجود بھی ان کی قبولیت سے ڈرتے ہیں۔ کہ جب ہم اللہ کے پاس جائیں گے ابھی تو بڑے خوش ہیں کہ ہم نمازیں بھی پڑھ رہے ہیں، روزے بھی رکھ رہے ہیں، صدقہ خیرات بھی کر رہے ہیں، افطار بھی کرا رہے ہیں صدقہ جاریہ کے کام بھی کر رہے ہیں تو بس اب تو ہماری نجات ہو ہی گئی۔

نہیں! جو حقیقی مومن ہوتے ہیں وہ یہ سارے کام کر کے اور اسکے علاوہ بھی نیکیوں میں آگے بڑھ کے پھر بھی اللہ سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ریاکاری ہو گئی ہو، کہیں ایسا نہ وہ کہ مال میں کچھ حرام کی ملاوٹ ہو گئی ہو، کبھی ایسا نہ ہو کہ ہم نے کسی کو دے کر طعنہ دیا ہو، اذیت دی ہو، احسان جتایا ہو۔ ہم سے کہیں کوئی فرائض میں کمی نہ رہ گئی ہو۔ تو وہ نیک کام کر کے بھی ڈرتے ہیں اور پھر یہ کہ پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کو پسند آیا کہ نہیں۔

کیونکہ آپ دیکھئے

دنیا میں جس سے محبت ہوتی ہے نا جس کی قدر و قیمت ہمارے دل میں ہوتی ہے تو ہم جب اسکے لئے کوئی کام کرتے ہیں تو پھر ہمارا کیا دل ہوتا ہے؟ کیا شوق ہوتا ہے؟ کہ جو چیز ہم نے اسکو دی ہے جو کام اسکا کیا ہے وہ اس کو پسند آ جائے اور وہ اس پر خوش ہو جائے۔

اور جب ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس کو پسند آ گیا تو ہماری خوشی دوبالا ہو جاتی ہے

وَلِلَّهِ ٱلْمَثَلُ ٱلْأَعْلَىٰ

اور االلہ تعالیٰ تو کائنات کا بادشاہ ہے اس کے لئے کتنے standard کے کام کرنے چاہیئے کس معیار کے کام کرنے چاہیئے جو ہم واقعی اس میں کوتاہی کر جاتے ہیں۔ نمازوں کو ہی دیکھ لیں، باقی اعمال کو ہی دیکھ لیں، قرآن کی سمجھ ہی دیکھ لیں، کوئی ایک آیت اٹھا کر دیکھیں اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا مجھے اس کی سمجھ ہے یا کیا کہا جا رہا ہے۔ یعنی رات کو جب آپ امام صاحب کے پیچھے تراویح پڑھتے ہیں تو وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہا کریں اپنا کہ سمجھ آ رہی ہے اور اگر نہیں آئے تو پریشان ہوا کریں کہ مجھے اس کو سمجھنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ہم کلام ہو رہے ہیں اور مجھے ان کی بات ہی سمجھ نہیں آ رہی تو میں نے قرآن کا کیا حق ادا کیا۔

تو اس لئے بہت ضروری ہے کہ

انسان نیک کام کر کے کبھی تکبر کا شکار نہ ہو۔

✷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا

وَٱلَّذِينَ يُؤْتُونَ مَآ ءَاتَوا۟ وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَٰجِعُونَ "عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اے صدیق کی بیٹی نہیں! بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان سے قبول نہ کیا جائے۔ یہی لوگ ہیں جو نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں۔

کیونکہ وہ کیے ہوئے کو کافی نہیں سمجھتے، نیکیوں پر اتراتے نہیں، فخر کر کے بیٹھ نہیں جاتے کہ بہت ہو گیا enough نہیں ابھی تو اور بہت کچھ کرنا ہے اور آئندہ کیلئے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔

❖ آیت 61

وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کون کون نہیں کر رہا۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ کون کتنا کر رہا ہے تو مجھے اس سے بھی زیادہ کرنا ہے۔

❖ آیت 62

یعنی حق کے ساتھ ساری باتیں کھول کر رکھ دے گا نامہ اعمال۔

❖ آیت 63

کس بات سے غافل ہیں؟

کہ ہمارا اعمال نامہ تیار ہو رہا ہے اور پھر وہ ایک دن بولے گا۔

سبحان اللہ یہ کتاب بول پڑے گی۔ انسان کے خلاف گواہی دے گی۔ انسان کہے گا کہ میں نے یہ کام بھی کیا اور یہ بھی کیا تو وہ کہے گی کہ وہ تو تم نے کر کے ضائع کر دیا۔

وہ تو ہے ہی نہیں یہاں، تو اس وقت انسان کا کیا حال ہو گا؟

کبھی آپ نے اپنے پرس میں 10 ڈالر بھی رکھے ہوں اور پھر دوبارہ دیکھیں اور وہ وہاں نہ ہوں تو کیا حال ہوتا ہے آپ کا؟ کیا عجیب پریشانی ہوتی ہے کہ وہ کہاں گئے آخر؟ میں نے کہیں گرا دیئے، کہیں اور رکھ کر بھول گئی یا خرچ کر دیئے کتنی دیر ذہن اسی میں occupied رہتا ہے خواہ چھوٹی سی رقم کیوں نہ ہو۔

سوچیے کہ اگر آج ہم ایک ہزار ڈالر اللہ کے راستے میں دیتے ہیں اور کل وہ ہمارے اعمال نامہ میں نکلتا ہی نہیں کیا پریشانی ہو گی؟

کہ وہ تو میں نے دیئے تھے، زکوۃ تو میں نے دی تھی وہ گئی کہاں؟ صحیح جگہ نہیں دی تھی، پوری calculation سے نہیں دی تھی، صدقہ کر کے احسان جتایا تھا، ریاکاری اور فخر کیا تھا! ختم، وہ نہیں ہے یہاں۔

اس وقت انسان کو اپنے اعمال کے اجر کی سب سے زیادہ ضرورت ہو گی.

وہ جیسے سورۃ البقرۃ میں اس بوڑھے شخص کی مثال دی گئی ہے کہ جس کا باغ تھا اور باغ ساری زندگی کا لگایا ہوا جل جائے۔ اور عین بڑھاپے میں اولاد بھی کمزور ہے تو ہمیں نیک کام بھی کرنے ہیں اور انکو سنبھالنا بھی ہے صرف اللہ کی رضا کیلئے کرنے ہیں۔

انکی حفاظت بھی کرنی ہے اور ریاکاری سے بچنا ہے۔

احسان جتانے سے بچنا ہے۔ کام کر کے غلط باتوں سے بچنا ہے۔

کیونکہ بعض اوقات انسان اپنے منہ سے ایک غلط بات نکالتا ہے اور اس کے نتیجے میں اسکے سارے اعمال چٹ ہو جاتے ہیں۔ سب کے سب ضائع ہو جاتے ہیں اور اسکے پاس کچھ بھی نہیں رہتا تو اس لیے زبان کی حفاظت کرنی ہے۔

بعض اوقات ہم گھر والوں کیلئے پکاتے ہیں، ان کو کھلاتے ہیں، تھکتے ہیں ہر چیز کرتے ہیں اور پھر ساتھ ہی کچھ طعنے بھی کھلا دیتے ہیں یعنی خالص غذا نہیں کھلاتے تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے کیے کرائے پر پانی پھر جاتا ہے۔

❖ آیت 66

یعنی آیات سن کر کورے کے کورے واپس چلے جاتے۔ اپنے گھمنڈ میں، میری آیتوں کو افسانے سمجھتے تھے اور فضول باتیں کرتے تھے۔

❖ آیت 67

یعنی اہل عرب قرآن سنتے پھر کعبہ کے باہر بیٹھ کر اپنی مجلسیں اور ٹولیاں جماتے پھر اس میں اکڑتے بگڑتے، قرآن پر تنقید کرتے، راتوں کو بیٹھ کر قصے کہانیاں کرتے اور پھر قرآن کو چھوڑ دیتے تھے کہ یہ قابل قبول نہیں۔

❖ آیت 69

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ کیا وہ محمد ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے؟

جب آپ چھوٹی عمر میں تھے اور جب بڑے ہوئے۔

کیا وہ آپ کے حسب نسب اور آپکی صداقت اور آپ کی امانت و دیانت اور آپ کے عہدوں کو پورا کرنے کو نہیں جانتے تھے۔

أَمۡ لَمۡ يَعۡرِفُواْ رَسُولَهُمۡ

کیاان کو پتہ نہیں کہ ان کا رسول کون ہے؟

ساری زندگی تو اس نے ان کے درمیان گزاری ہے،اس کا کردار اور اس کا اخلاق اور اس کی امانت اور اسکی صداقت سب کچھ ان کے سامنے ہے۔سب کچھ جاننے کے باوجود پھر وہ آپ سے اعراض برت رہے ہیں۔ پھر آپ کو جھٹلا رہے ہیں۔

❖ آیت 71

حقیقت یہ ہے کہ قرآن انسان کی ساری نفسیات کو، حالات کو، عادات کو اس کے اچھائیوں، خوبیوں اور خرابیوں سب کو واضح کر کے بیان کرتا ہے۔ایک آئینہ کی طرح ہے جس میں ہم اپنا آپ دیکھ سکتے ہیں اور دیکھتے رہنا چاہیئے قرآن سنتے ہوئے، قرآن پڑھتے ہوئے کہ اس میں سے کوئی چیز ایسی تو نہیں جو میرے اندر ہو۔ کوئی اچھائی بتائی گئی تو اسکو بھی اپنے اندر ڈھونڈیں کہ کیا وہ میرے اندر ہے؟اور کوئی غلط عادت بتائی گئی تو اس کو بھی دیکھیں کہ کیا وہ میرے اندر تو نہیں ہے۔

❖ آیت 72

یعنی ایک داعی دین کیلئے وہ صلہ جو رب دیتا ہے وہ سب سے بہتر ہوتا ہے اسے دین کی دعوت لوگوں سے مال حاصل کرنے کے لیے یا لوگوں سے فائدے اٹھانے کیلئے نہیں دینی چاہیئے کیونکہ

فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيۡرٌۖ وَهُوَ خَيۡرُ ٱلرَّٰزِقِينَ

جو صلہ جو بدلہ اللہ کی طرف سے انسان کو ملتا ہے وہ سب سے بہترین ہے۔

❖ آیت 80

یعنی یہ ساری اللہ کی طاقت کی نشانیاں ہیں۔یہ ساری قدرت کا مالک وہی ہے۔

❖ آیت 87

یعنی جس شخص کو یہ پتہ ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اتنا بڑا ہے اور اتنا عظیم خلاق ہے کہ اس نے ایک نہیں سات آسمان بنائے اور عرش عظیم بنایا تو پھر تمھیں اس سے ڈر نہیں لگتا کہ وہ تمھیں پکڑ بھی سکتا ہے تمہاری غلط کاریوں پر۔

تو گویا اللہ کی معرفت اللہ کی خشیت میں اضافہ کرتی ہے اور معرفت وہی معرفت ہے جس سے خوف پیدا ہو، خشیت آئے اور ایسے ہی لوگ اصل میں علم والے ہوتے ہیں۔

❖ آیت 88

یعنی اللہ ہی حفاظت کرتا ہے اور کوئی کسی کو اللہ سے چھڑا کر نہیں لے جاسکتا۔اور کوئی اور اگر حفاظت کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پکڑنے کی پوری قوت رکھتا ہے۔یعنی جس کی مدد اور امن کا اللہ ارادہ کرلے تو اللہ کی مدد اور اس کے امن کو فراہم کرنے سے اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔

❖ آیت 91

گویا دوسرے لفظوں میں کائنات کا انتظام جو اتنے سکون کے ساتھ چل رہا ہے۔ یہ بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا کنٹرول ایک ہستی کے پاس ہے۔

کوئی بھی مشین، کوئی بھی چیز چاہے گھر ہی کیوں نہ ہو، آپ کا کچن ہی کیوں نہ ہو آپ اگر اس میں دوسرے لوگوں کو بھی اجازت دے دیں کہ جہاں سے چاہے چیز اٹھائیں، جہاں چاہے رکھ دیں تو کیا ہو گا؟ اگلے دن کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ تو گھر کی مالکہ جو ہوتی ہے وہ ہر چیز کو ایک خاص سرکل میں لے کر چلتی ہے اور کسی دوسرے کی مداخلت برداشت نہیں کرتی کیونکہ اس سے فساد ہوتا ہے، لڑائی جھگڑا ہوتا ہے۔

ساس بہو کے جھگڑے میں ایک بڑی بنیادی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ساس اپنے پرانے طریقے سے گھر چلانا چاہتی ہے اور بہو ماڈرن طریقے سے چلانا چاہتی ہے اور دونوں میں کلیش ہو جاتا ہے پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر الگ ہی کرنا پڑتا ہے تب ہی سکون آتا ہے ورنہ کام درست نہیں ہو پاتا۔ تو یہی بات یہاں پر سمجھائی جا رہی ہے کہ کائنات میں اگر دو الٰہ ہوتے تو پھر یہ سب کچھ اس طرح نہ چلتا۔ ہر ایک اپنی خدائی لے کے الگ ہوتا اور پھر ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے جس طرح زمین پر مختلف ممالک آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں جو پاورفل ہے وہ کمزور کو دبا رہا ہے تو ایسے ہی پھر آسمانوں پر بھی ہوتا اور تم یہاں جی نہ سکتے، چین سے نہ بیٹھ سکتے۔

❖ آیت 94

یعنی کفار مکہ کے مسلسل انکار کی وجہ سے نبی ﷺ کو پریشانی لاحق ہو گئی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو جس طرح پچھلی قوموں پر عذاب آیا تھا اس قوم کو بھی عذاب نہ لے ڈوبے۔

تو نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ اگر آپ نے ان کے لئے عذاب کا فیصلہ کر لیا تو مجھے ان میں شامل نہ کرنا۔

❖ آیت 97-98

کس کو کہا جا رہا ہے؟

نبی ﷺ کو کہا جا رہا ہے اور اس میں سبق ہمارے لئے بھی ہے۔ کتنی خوبصورت دعا ہے۔

یعنی اس بات سے مجھے بچانا کہ وہ مجھے بہکائے اور یہ کہ شیطان میرے پاس بھی آئے۔

هَمَزَٰتِ ٱلشَّيَٰطِينِ

تو یہ جو هَمَزَٰتِ ہیں یہ شیطان کے هَمَزَٰتِ ہیں اور هَمَزَٰتِ کیا ہیں؟

✧ قرطبی کہتے ہیں:

"غضب کے وہ حملے، غصے کے وہ حملے جن پر انسان غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتا۔ یہ هَمَزَٰتِ ہیں۔ کیونکہ شیطان جو ہے وہ انسان کو دیکھتا رہتا ہے کہ یہ کب کمزور پڑتا ہے، انسان کے اوپر جب اس کی خواہشات غالب آجاتی ہیں، کسی چیز کی محبت غالب آجاتی ہے تو وہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ جیسے بچوں کے معاملے میں، بیوی کے معاملے میں بہت سے اصولوں پر کمپرومائز کر جاتا ہے۔

جب اس پر غم غالب آتا ہے تو وہ کمزور پڑ جاتا ہے اسی لئے شیطان کا پسندیدہ کام کیا ہے کہ انسان کو غمگین رکھنا، ڈپریشن میں رکھنا۔

جب انسان شدید غصے میں آتا ہے تو انسان اپنے اوپر بھی قابو نہیں پاتا، کمزور پڑ جاتا ہے تو شیطان آکر کنٹرول کر لیتا ہے۔

اس لئے انسان کوشش کرے کہ ان انتہائی جذباتی لمحات میں چاہے محبت ہو، غم ہو، خوشی ہو اور باقی جذبات ہوں ان سب میں کمزور نہ پڑے۔ اللہ سے مدد مانگے اور شیطان کے حملوں سے بچے اور شیطان کے حملوں سے بچنے کیلئے تعوُذ بہترین چیز ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب آدمی کو غصہ آجائے تو وہ کہے اعوذ باللہ اس سے اسکا غصہ ختم ہو جائے گا۔ اللہ کی پناہ لے لیں۔

تعوذ پڑھنے کو معمولی نہ سمجھیں۔

غصے کی حالت میں ایک غلط بات انسان کی آخرت برباد کر سکتی ہے۔

✷ زمزم بن جوش کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے یمامی کسی آدمی کے متعلق یہ نہ کہنا کہ اللہ کی قسم! اللہ تجھے ہر گز نہ بخشے گا۔ یا نہ کہنا یا، اللہ تجھے جنت میں داخل نہ کرے گا۔ میں نے عرض کیا اے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ یہ تو ہم میں سے ہر شخص غصے کے وقت اپنے بھائی یا ساتھی سے کہہ دیتا ہے۔

(کتنے لوگ ہیں جو غصے میں آکر کہہ دیتے ہیں کہ تم جہنمی ہو نعوذ باللہ۔ تمھاری اولاد جہنمی ہے، فلاں جہنمی ہے فلاں جہنمی ہے، یہ نہیں کہہ سکتے اور یہ غصے کے وقت ہی انسان کے منہ سے الفاظ نکلتے ہیں۔)

تو اس شخص نے کہا کہ یہ تو ہم کہتے رہتے ہیں۔ جب غصہ آتا ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: لیکن پھر تم کبھی نہ کہنا۔ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے ان میں سے ایک بڑا عبادت گزار تھا اور دوسرا اپنی ذات پر بڑی زیادتی کرتا تھا یعنی گنہگار تھا لیکن دونوں ایک دوسرے کے دوست بنے ہوئے تھے۔ عبادت گزار ہمیشہ دوسرے کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تو بھائی سے کہتا کہ چھوڑو ان گناہوں کو چھوڑ دو تو وہ یہ کہتا کہ یہ میرا اور میرے رب کا معاملہ ہے یہ مجھ پر چھوڑ دو کیا تم مجھ پر نگران بھیجے گئے ہو؟ (جیسے عام طور پر جواب دیتے ہیں لوگ کہتے ہیں)

ایک دن اس نے اس کو گناہ کرتے دیکھا اس نے اس گناہ کو بہت کبیرہ گناہ سمجھا، بڑا عظیم سمجھا۔ عبادت گزار نے کہا تیری بربادی ہو اسے چھوڑ دے اس نے کہا میرے اور میرے رب کے معاملے کو مجھ پر چھوڑ دو۔ کیا تم مجھ پر نگران بھیجے گئے ہو تو اس نے یہ کہہ دیا اللہ کی قسم اللہ تجھے کبھی نہ بخشے گا یعنی تم جو یہ حرکتیں کر رہے ہو تو تمھاری بخشش نہیں ہوگی۔ یا یہ کہ اللہ تجھے کبھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ ان دونوں جملوں میں سے کوئی کہا۔ پھر اللہ نے ان دونوں کے پاس مَلَک الموت کو بھیج دیا اور اسی وقت ان دونوں کی روح قبض کر لی، دونوں کو مار دیا۔ دونوں رب کے سامنے حاضر ہوئے۔ اللہ نے گنہگار سے فرمایا تم میرے رحم اور کرم کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرا جو بڑا نیک تھا اس کو فرمایا کیا تو میرے فیصلوں کو جانتا تھا؟ کیا جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے اسکا منتظم تو تھا؟ اسے جہنم میں لے جاؤ۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو القاسم کی جان ہے، قسم کھا کے آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی اس نے صرف ایک کلمہ ایسا بولا منہ سے ،غصے کی حالت میں ایک بات ایسی نکالی جس نے اس کی دنیا اور اسکی آخرت کو تباہ کر دیا۔

تو بعض اوقات ہم غصے میں بڑی بڑی سخت باتیں کہہ جاتے ہیں اور بعد میں کہتے ہیں کہ سوری میں غصے میں تھی۔

نہیں! ایسا نہ ہو کہ سارے اعمال برباد ہو جائیں۔

اللہ سے دعا کریں کہ اللہ غصے کے وقت ہمیں ہمارے ہی شر سے ہمیں بچائے اور ہم کوئی ایسی بات نہ کریں۔

✷ ایک اور حدیث میں بھی ایسی ہی بات آتی ہے کہ بندہ اچھے کام کرتا رہتا ہے اور ایک بات منہ سے نکالتا ہے اور وہ اسکے سارے اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔

❖ آیت 99

موت کے وقت ہر انسان کی حسرت ہو گی کہ واپس جاؤں کچھ اچھے کر لوں اور آج وقت ہے اور آج ہم کچھ کرتے نہیں۔ بہت سے وقت کو لغویات میں ضائع کر دیتے ہیں۔

❖ آیت 100

برزخ کا لفظ

یعنی ایک پردہ آڑ، حجاب، دنیا و آخرت کے بیچ میں۔

یعنی مرنے کے بعد انسان کے دنیا کے بیچ میں اور اس کے بیچ میں ایک پردہ آجاتا ہے وہ واپس نہیں آسکتا۔ کوئی کام نیکی کا دوبارہ نہیں کر سکتا۔

❖ آیت 101

یہ نفخہ اُولیٰ میں گھبراہٹ کا عالم ہے۔ پہلا صُور جب پھونکا جائے گا تو ساری انساب کٹ جائیں گے۔ سارے رشتہ دار ایک دوسرے کیلئے اجنبی ہو جائیں گے۔

یاد رکھیے

✷ صور پھونکنے والا فرشتہ جو ہے وہ جب سے پیدا ہوا ہے اس نے اپنے منہ سے صور لگا رکھا ہے، پیشانی جھکا رکھی ہے، کان متوجہ کر رکھے ہیں کہ کب اسکو حکم ہوتا ہے کہ وہ اس میں پھونکے۔ تو جب صحابہ نے یہ سنا تو بہت گھبرا گئے تو آپ نے فرمایا: کہو **حسبنا الله ونعم الوكيل على الله توكلنا**

ایسے گھبراہٹ کے عالم میں، ایسے مشکل وقت میں صرف اللہ ہی کی مدد کافی ہے۔ اللہ ہی مدد کر سکتا ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صور پھونکنے والے فرشتے کو جب سے یہ ذمہ داری دی گئی ہے وہ تب سے تیار حالت میں اپنی آنکھیں عرش پر لگائے ہوئے ہے (ریڈی)۔ اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں حکم ملنے سے پیشتر اسکی نگاہ اِدھر اُدھر نہ ہو جائے۔ وہ اپنی نگاہ بھی نہیں جھپکاتا، وہ مسلسل عرش کی طرف دیکھ رہا ہے گویا اس کی آنکھیں دو روشن ستارے ہیں اور مسلسل انتظار میں کہ کب حکم ہو اور وہ کام تمام کر دے۔

❖ آیت 102

جس کے نامہ اعمال زیادہ ہوں گے، نیکی زیادہ ہو گی۔

یاد رکھیے

جس کی ایک بھی نیکی زیادہ ہو گئی ایک بھی just one single نیکی تو اس پر بھی وہ کامیاب ہو جائے گا۔

حتیٰ کہ قرطبی کی ایک روایت میں آتا ہے کہ صوابہ جو جوں کا انڈا ہوتا ہے اتنی بھی نیکی اگر کسی کی زیادہ ہو گئی تو وہ کامیاب ہو جائے گا۔

تو اس لیے دنیا میں چھوٹی چھوٹی سی نیکی کرتے وقت بھی بخل نہیں کرنا چاہیئے، کرتے جانا چاہیئے یعنی جب بھی وقت ہو تسبیحات، اذکار۔ نیکی کا جو حالات کے مطابق، سچویشن کے مطابق موقع ہو وہ کر لے، انسان یا کسی کو تکلیف سے بچانے کا موقع ہو تو تکلیف سے بچائے۔

یہ ساری چیزیں انسان کے نامہ اعمال میں درج ہو رہی ہیں اور اس دن ایک نیکی کیلیئے بھی انسان ترس رہا ہو گا۔

- ❖ **آیت 103** اپنے آپ کو خسارے میں رکھا نیکیوں کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔
- ❖ **آیت 104** یعنی جب آگ چہرے پر پڑے گی تو جلد سکڑ جائے گی۔ جس طرح وہ بھنی ہوئی سری ہو کہ اس کے دانت نکل آتے ہیں ایسے ہی جبڑے باہر نکل آئیں گے سکڑ کے چہرہ ہو جائے گا۔
- ❖ **آیت 105** اللہ کے آیات پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ انکے مطابق عمل نہیں کرتے تھے۔
- ❖ **آیت 106** **بدبختی کیا ہے؟**

کہ ہماری لذتیں اور ہماری خواہشات ہم پر غالب آ گئیں۔

- ❖ **آیت 108** اللہ تعالیٰ ان سے کلام بھی نہیں کرنا چاہے گا۔ ان کا کیا جرم ہو گا کہ اتنا شدید غضب نازل ہو گا ان پر؟

❖ آیت 110

اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں اور دعائیں کرنے والوں کا مذاق کرتے تھے۔ یہ ہے ان کا جرم۔

نیک لوگوں پر ہنسنا، کسی کی نیکی کا مذاق اڑانا اور اللہ کو بھول جانا اور دین کے شعائر کا مذاق اڑانا یہ بہت بڑا جرم ہے۔

جس پر انسان کیلیئے جہنم کی ہمیشگی کی سزا ہے۔ یعنی دین ہنسی مذاق کی چیز نہیں ہے وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ یہ ایک سنجیدہ کلام ہے۔ یہ ایک سنجیدہ بات ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ یعنی کبھی دینی شعار کا مذاق نہ اڑائیں۔

❖ آیت 113

اتنی لمبی زندگی ساٹھ ستر سال کی زندگی ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ اور یہ بات شمار کرنے والوں سے بھی پوچھ لیجئے کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔

❖ آیت 114

اگر دیکھا جائے تو آخرت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے اور جب فیصلہ کے بعد کی زندگی شروع ہو گی وہ تو کبھی ختم ہی نہیں ہو گی تو اس کے مقابلے میں یہ زندگی کیا ہے ایک نقطہ بھی نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔

❖ آیت 117

تو اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے شروع میں مومنین کی فلاح کا ذکر کیا اور آخر میں کافروں کی فلاح نہ ہونے کا ذکر کیا۔

قَدۡ أَفۡلَحَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ سے شروع ہوا اور اختتام کس پر ہو رہا ہے إِنَّهُۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلۡكَٰفِرُونَ

سورۃ النور

❖ آیت 1

اللہ نے پورا قرآن نازل کیا ہے لیکن یہاں خاص طور پر اس سورۃ کے نُزول کی اہمیت کی وجہ سے ذکر کیا گیا۔

وَفَرَضْنٰهَا اور اس کو فرض کے درجے میں رکھا ہے یعنی اس میں جو احکامات نازل کیے ہیں ان احکامات پر عمل کرنا لازم ہے۔

کیا ہیں وہ احکامات؟ کیا ہیں وہ واضح آیات؟

❖ آیت 2

چونکہ ہمارا دین نَسَب کی بھی حفاظت کرتا ہے اور حیا کا ہمیں حکم دیتا ہے اس لیے اس نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس سے انسانوں کے حسب نسب خلط ملط ہو جاتے ہیں۔

✷ نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: زانی جس وقت زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔

یہ ایسا کبیرہ گناہ ہے جس کی وجہ سے انسان کا ایمان رخصت ہو جاتا ہے۔ اور اگر اللہ نہ کرے اس حال میں کوئی مر جائے تو ایمان سے خالی اس دنیا سے گیا۔

◇ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: زنا کرتے ہوئے زانی سے ایمان کا نور اٹھا لیا جاتا ہے۔ زنا کا انجام بھی بہت برا ہے۔

✷ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "میرے پاس دو آدمی آئے اور انھوں نے میرا بازو پکڑا اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے گئے تو وہاں کچھ لوگ تھے جو بری طرح پھولے ہوئے تھے اور ان سے بیت الخلاء کی طرح غلیظ بو آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں۔

یعنی جو زنا کرے اور توبہ کیے بغیر مر جائے اسکا پھر آخرت میں یہ انجام ہے۔

اور پھر یہاں پر یہ فرمایا کہ جب تم ان کو سزا دو تو پھر دین کے معاملے میں تمھارے اندر کوئی رُافت نہیں آنی چاہیئے یعنی بعض اوقات نرمی اور محبت سے انسان سمجھتا ہے اور بعض اوقات اس کو ڈسپلن کرنا پڑتا ہے اور یہ بھی اللہ کی رحمت ہوتی ہے کہ بری عادتیں جب تک اس پر کوئی سزا نہ ہو اس وقت تک وہ جاتی نہیں ہیں تو حدود کی راہ میں نرمی کی مذمت کی گئی ہے۔

اور ایک حد کو نافذ کرنے کی جو اہمیت ہے۔

✷ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: زمین پر ایک حد جاری کرنا زمین والوں کیلئے 40 دنوں کی بارش سے بہتر ہے۔

❖ آیت 3

یعنی جب پتہ چل جائے کہ کوئی لڑکا یا لڑکی زنا کے کام میں ملوث ہے اور وہ اس عادت بد کا شکار ہے اور وہ اس سے باز ہی نہیں آتا یا آتی تو پھر اپنے بچے کا رشتہ وہاں نہیں کرنا چاہیئے۔

ہاں وہ آپس میں ایک دوسرے سے کر سکتے ہیں۔یعنی اچھی نیت سے بھی ان کے نکاح نہیں ہو سکتے صرف سچی توبہ کے بعد ہی ممکن ہے۔یعنی کسی شخص سے ایسا غلط کام ہوتا رہا مثلاً کوئی شخص نان مسلم تھا اور ان کے ہاں تو حلال حرام کی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ اپنی پچھلی زندگی میں ایسی کسی خرابی کا شکار رہا پھر اس نے سچے دل سے توبہ کی، مسلمان ہو گیا اور وہ اب کسی مسلمان لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو توبہ کے بعد شادی ہو سکتی ہے۔

❖ آیت 4

یعنی کسی کے اوپر زنا کا الزام لگانا بھی بہت بڑا جرم ہے۔ جھوٹی گواہی دینا اور پھر خاص طور پر پاکدامن، ایمان والی، بھولی بھالی عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی اور اس بات سے اس کو بدنام کیا تو اللہ اسے جہنمیوں کی پیپ میں ڈالے گا وہ اس بات کا مستحق رہے گا یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے باز آجائے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک سب سے بڑا سود یہ ہے کہ انسان ناحق کسی مسلمان کی عزت سے کھیلے اور تہمت لگانے والوں کو قیامت کے دن بھی کوڑے پڑیں گے۔

یعنی اگر دنیا میں وہ بچ بھی گئے، توبہ نہیں کی اور اپنی بات سے باز نہیں آئے تو یہ بدلہ وہاں مل کر رہے گا۔

یاد رکھیے

انسان کو کسی کے بارے میں بھی کوئی بات ایسی نہ سنی چاہیئے اور ایسی نہ اس میں ہاں میں ہاں ملانی چاہیئے اور نہ اس سے مزے لینے چاہیئے اور نہ ہی ایسی باتوں کو آگے پھیلانا چاہیئے۔ یہ کس قسم کا ٹیسٹ ہے؟ چاہے آپ کو پتہ بھی ہو کہ کوئی شخص بہت خراب ہے اگر آپ کے پاس 4 گواہ نہیں تو آپ اپنی زبان نہیں کھولیں گے کیونکہ یہ بہت سنگین معاملہ ہے۔ کسی بھی لڑکی کی عزت جو ہے وہ اس کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتا ہے۔اور اگر اس کی شہرت ہی خراب ہو جائے تو وہ اسکو برباد کر دینے کے برابر ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرد کے اوپر الزام لگا سکتے ہیں۔

نہیں! چونکہ عورت کا معاملہ زیادہ نازک ہے اس لیے یہاں عورت کا ذکر کیا گیا ہے ورنہ مرد کے اوپر بھی الزام نہیں لگا سکتے۔

❖ آیت 5

کیسی خوشخبری ہے کہ بڑے سے بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں اگر کوئی ماضی میں غلطی کر چکا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا اگر وہ سچے دل سے توبہ کر کے آئندہ سے کسی گناہ کی طرف راغب نہ ہو۔

توبہ تو تھا دیگر لوگوں کا معاملہ لیکن بعض اوقات ایک مرد اپنے ہی گھر میں اپنی بیوی کو خود اپنی آنکھوں سے کسی کے ساتھ برا کام کرتے ہوئے دیکھتا ہے لیکن اب اسکے پاس چار گواہ نہیں تو اب وہ کیا کرے؟

❖ **آیت 6** یعنی پھر وہ چار مرد لانے کی بجائے چار بار قسمیں کھائے۔

❖ آیت10

کہ اللہ نے معافی کا یہ قاعدہ مقرر کر دیا۔

اب آیت 11 سے آگے **واقعہ افک** سے متعلق آیات ہیں۔

✷ نبی ﷺ ایک غزوہ پر تشریف لے گئے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن سے ایک ہار مستعار لے کر زیب وزینت کیلئے پہنا ہوا تھا۔

تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ سفر میں بھی خواتین اپنے زیور ساتھ لے جا سکتی ہیں۔

بہر حال وہاں سے جب واپس آ رہے تھے تو ایک جگہ سارے لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو تھیں وہ رفع حاجت کیلئے اپنے ہودج (کجاوہ) سے باہر نکل کے کہیں ذرا دور گئیں تو واپسی پر انھوں نے دیکھا کہ ان کا ہار گم گیا ہے تو وہ اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے جب واپس پہنچیں تو اتنے میں لشکر کوچ کر چکا تھا۔ اب وہ جس جگہ تھیں وہیں بیٹھی رہیں تو حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو تھے ان کی ڈیوٹی تھی کہ قافلے کے پیچھے چھٹی ہوئی چیزیں جو ہیں وہ لیتے ہوئے مدینہ پہنچیں۔ تو انھوں نے دیکھا کہ یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں کیونکہ پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے وہ انکو دیکھ چکے تھے تو انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اپنا اونٹ پاس کھڑا کیا اور اس پر ان کو سوار کیا اور اس کے بعد راستہ بھر ان سے کوئی بات نہ کی لیکن جب یہ مدینہ میں انکو لے کر داخل ہو رہے تھے تو منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کا الزام لگا دیا کہ یہ جان بوجھ کر پیچھے رہی ہیں ان کے اس شخص کے ساتھ نعوذباللہ غلط تعلقات تھے اور یہ زنا کر کے واپس لوٹی ہیں صحیح سلامت نہیں آئیں۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی بہت بڑی بات تھی۔ بہر حال یہ بات اس نے اپنے سرکل میں کہی، وہاں سے آگے پھیلتی چلی گئی اور ہر شخص پریشان تھا۔ ایک مہینے تک وحی نازل نہیں ہوئی اور مدینہ کی جو فضا تھی وہ بہت ٹینس ہو گئی۔ اسکے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صفائی میں براءت میں یہ یات نازل کیں۔

❖ آیت11

یعنی منافقین کا ٹولہ جن کے پھیر میں چند مخلص مسلمان بھی آ گئے تھے۔

سبحان اللہ۔ اتنی تکلیف سے نبی ﷺ گزرے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، انکے والدین، مخلص مسلمان، سارے کے سارے مدینہ والے یعنی ایک انتہائی پریشانی اور غم کے عالم سے گزر رہے تھے اور کسی کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا غم کا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اتنے شدید غم اور تکلیف کے واقعے کو کہتے ہیں کہ اس میں بھی خیر ہے۔

سبحان اللہ۔ تو اس سے چھوٹی چھوٹی تکلیفوں پر انسان کا اگر positive attitude ہو کہ اس میں بھی خیر ہے۔ اس سے بھی کچھ فائدہ ہو جائے گا۔ اس سے میرے گناہ جھڑ جائیں گے اس سے میرے اندر کچھ میچورٹی آ جائے گی یہ چیز میرے experience اور learning میں اضافہ کر رہی ہے۔

کیونکہ ہر واقعہ اور وہ چیز جس سے انسان گزرتا ہے وہ اسکے اندر میچورٹی کا اگلا لیول لے کر آتا ہے۔

تو اس واقعے کو کہا کہ اس میں بھی خیر ہے کہ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پھر براءت نازل ہوئی۔

آیات باقاعدہ نازل ہوئیں جو قیامت تک پڑھی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت بخشی اور بہتان لگنے کی وجہ سے ان کا ثواب بہت زیادہ ہو گیا۔

اس میں عام مومنوں کیلئے بھی نصیحت تھی کہ ایسے واقعات میں کیا کرتے ہیں۔

اور پھر یہ ہے کہ بہتان لگانے والوں پر حد بھی جاری ہوئی تو ایک اسلام کا قانون بھی سامنے آ گیا۔

ایک دفعہ یہ ذکر کیا تو اتنا، دو دفعہ یا دس دفعہ جتنا جتنا جس نے اس کو propagate کیا اتنا ہی گناہ کمایا۔

سوچیں کہ منافقین یہ آیات سن کر بھی نہیں پگھلتے تھے

۔سچ ہی قرآن کہتا ہے **لا یشعرون لا یفقھون**۔ان کو شعور ہی نہیں، سمجھ ہی نہیں۔

اگر انسان کے اندر سمجھ ہو تو اس کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ دوسرے کی پٹائی ہو رہی ہو تو وہ اپنے بارے میں ڈرتا ہے کہ مجھ سے ایسی غلطی نہ ہو کہ میری اس طرح کی پکڑ ہو۔ دوسروں سے بھی عبرت لیتا ہے۔ کہاں یہ کہ کوئی بات خود اسی کے اوپر آجائے اور وہ اس سے بھی نصیحت نہ پکڑے۔

❖ آیت 12

یہی اخلاق ہمیں سیکھ لینا چاہیئے کسی کے بارے میں بری بات سنیں تو کہیں کہ ہمیں تو یقین نہیں آتا۔ اس کا دفاع کریں اور اس کو بہتان بتائیں۔

❖ آیت 15

بغیر علم کے بغیر دلیل کے تم بات کر رہے تھے۔

یاد رکھیے

گناہوں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم جو گناہ مجھ سے ہو گئے میں ان پر نہیں روتا بلکہ میں ان گناہوں پر روتا ہوں جنھیں میں نے حقیر جانا جبکہ وہ اللہ کے ہاں انتہائی سنگین ہیں۔

بعض اوقات انسان کوئی غلط کام کرتا ہے کہتا ہے کوئی بات نہیں معمولی سی بات ہے، اللہ معاف کرنے والا ہے، خیر ہے، کوئی بات نہیں اور یہ کہتے کہتے گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسے گناہوں پر تو انسان توبہ بھی نہیں کرتا۔ جن گناہوں کو ہم گناہ سمجھتے ہیں ان پر توبہ بھی کر لیتے ہیں۔ جن گناہوں کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے ان پر ہنسی مذاق کر لیتے ہیں تو وہ ہی بعض اوقات چھوٹے چھوٹے اکٹھے ہو کر آگ بھڑکانے کیلئے کافی ہو جاتے ہیں۔

❖ آیت 16

نبی ﷺ کی بیوی کے بارے میں تم نے اچھی گواہی کیوں نہ دی؟

❖ آیت 19

یاد رکھیے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فحش کلامی سے، بے حیائی سے، جسموں کو ننگا کرنے سے اور ان کی تشہیر کرنے سے ان سب چیزوں سے نفرت کرتا ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ بے حیائی پسند نہیں کرتا۔ بے حیا سے اور بے حیائی کی تلاش کرنے والے سے بُغض رکھتا ہے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ہر طرف فحش اور بہ تکلف فحش گوئی عام نہ ہو جائے۔

استغفر اللہ۔ اور اسی طرح باتوں میں بھی فحش باتیں یا فحش موضوعات پر باتیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بے حیائی اور بہ تکلف فحش گوئی سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں اور اسلام کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے اچھا شخص وہ ہے جس کا اَخلاق سب سے عمدہ ہو۔

بعض لوگ بڑی ننگی گالیاں دیتے ہیں وہ بھی اسی میں شامل ہو جاتا ہے۔

انسان کو اپنی زبان میں کنٹرول رکھنا چاہیئے غصہ میں کبھی بھی بیہودہ بات نہیں کرنی چاہیئے۔

❖ آیت 21

یہ بات بار بار کہی جا رہی ہے کہ ان نازک معاملات میں اللہ ہی نے تمھیں سنبھالا ہے۔

پاکدامنی اللہ سے مانگنی چاہیئے۔

اب جب یہ واقعہ ہو گیا تو الزام لگانے والوں میں مِسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ مسکین مہاجر شخص تھے۔ ان کے پاس اپنا کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں تھا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کا وظیفہ لگایا ہوا تھا۔ انکی مدد کرتے تھے۔ جب آپ کو پتہ چلا کہ انھوں نے آپ کی بیٹی پر الزام لگانے میں حصہ لیا ہے تو انھوں نے قسم کھالی کہ میں آئندہ اسکی مدد نہیں کروں گا لیکن پھر کیا ہوا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آیت نازل کر دی۔

❖ آیت 22

سبحان اللہ۔ اتنا بڑا قصور جو دل کو پارا پارا کر دے اسکو بھی معاف کر دو اور خاص طور پر اسکی پچھلی زندگی کی نیکی کو دیکھو کہ اس نے کبھی تم پر کوئی احسان کیا تھا یہاں پر خاص طور پر مِسطح کے مہاجر فی سبیل اللہ ہونے کا ذکر کیا گیا کہ اگرچہ انسان تھے غلطی ہو گئی لیکن ان کی قربانیاں بھی ہیں۔

یعنی اگر تم معاف کر دو گے تو اللہ تمھیں معاف کر دے گا۔

جس طرح کا تم درگزر کرو گے اسی طرح کا درگزر اللہ تعالیٰ کرے گا۔

اور یہ بردبار انسان کی صفت ہوتی ہے کہ جب اسے قدرت حاصل ہو تو انتقام نہ لے بلکہ درگزر سے کام لے۔

یاد رکھیے

معاف کرنے میں ہی سکون ہے اور اطمینان ہے۔

✧ فُضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ: جب کوئی شخص تم سے کسی اور کی شکایت کرے، فلاں نے میرے ساتھ یہ ظلم کیا، یہ ظلم کیا تو اس سے کہو کہ اے میرے بھائی اسے معاف کر دو کیونکہ معاف کرنا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اگر وہ کہے کہ میرا دل تو معاف نہیں کر سکتا میں تو بدلہ لوں گا جیسے اللہ نے مجھے حکم دیا تو تم اس سے کہو کہ اگر تم صحیح طرح سے بدلہ لے سکتے ہو تو لے لو ورنہ معافی کے دروازے کی طرف پلٹو کیونکہ وہ بہت وسعت والا دروازہ ہے اور جو معاف کر دے اور اصلاح

کر دے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ معاف کرنے والا تو رات کو اپنے بستر پر آرام سے سو جاتا ہے اور بدلہ لینے والا دن رات متفکّر رہتا ہے۔ دن رات خون کھولتا رہتا ہے اس کا۔

✷ حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: در گزر کیا کرو اللہ تمھیں عزت بخشے گا۔

سبحان اللہ۔ کتنی بڑی خوشخبری ہے۔ معاف کر دیا کرو اس سے تمھاری عزت بڑھے گی۔ یعنی لوگ تمھیں گرانا چاہتے ہیں اللہ تمھیں اٹھادے گا۔ معاف کرنے سے عزت میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔

جو اللہ کیلیۓ تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اس کو بلندی عطا فرماتا ہے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: جو بندہ کسی کے ظلم کو معاف کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی عزت بڑھادے گا۔ سبحان اللہ۔

❖ آیت 23

یہ ٱلۡغَٰفِلَٰتِ کون ہوتی ہیں؟

جنھیں بے حیائی کے کاموں سے اور زنا وغیرہ اور ایسے تعلقات سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہوتا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسی ہی تھیں۔

❖ آیت 26

خبیث باتیں خبیث لوگوں کو ہی زیب دیتی ہیں۔

اب یہ واقعہ جب ہو گیا تو یہ واقعہ سبب بنا اس سورت کے نازل ہونے کا، ان آیات کے نازل ہونے کا اور مسلمانوں کو معاشرتی زندگی کے آداب سکھانے کا، ان تمام چیزوں کے بارے میں بتانے کا تا کہ وہ اس نتیجے تک پہنچیں ہی نہ۔

پہلے سے ہی ایسے اصولوں پر عمل کریں جس کے نتیجے میں وہ ان بڑی مشکلات سے بچ سکیں۔

پہلا حکم

❖ آیت 27

یعنی اچانک کسی کے گھر میں مت چلے جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ کسی لڑکی پر تمھاری نظر پڑ جائے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی عورت اکیلی ہو اور تمھاری نیت خراب ہو جائے۔

گھر میں سلام کر کے داخل ہونا چاہیۓ چاہے اپنا ہو یا دوسرے کا گھر ہو۔

اور اسی طرح

تَسۡتَأۡنِسُواْ میں دستک کرنا یا بیل دینا یا دروازہ بجادینا، کوئی بھی چیز جس کے ذریعے گھر والوں کو پتہ چل جائے کہ کوئی آرہا ہے اس کا استعمال ضروری ہے یا پہلے فون پر آپ بتادیں کسی بھی ذریعے سے۔

❖ آیت 28

اکیلے گھر میں مت جاناورنہ کوئی چوری ہی کی تہمت نہ لگادے۔یعنی اگر کوئی مصروف ہے تمھیں اس وقت اٹینڈ نہیں کر سکتا اور تم اجازت اور اطلاع کے بغیر چلے گئے ہو تو پھر قصور تمھارا اپنا ہے۔

اگر تمھیں اجازت نہیں ملتی اندر آنے کی تو پھر مت جاؤ۔یعنی کوئی لوٹ کر جانے کا کہے تو خوشی سے واپس جانا چاہیئے کیونکہ یہ بھی اللہ کے حکم ماننے کی بات ہے۔

❖ آیت 29

یعنی خالی گھر ہے تمہیں کرائے پر کسی نے دے دیا تو اس میں تم جا سکتے ہو اگر چہ وہ کسی اور کی ملکیت ہے۔

❖ آیت 30

یاد رکھیے

آنکھ دل کا دروازہ ہے۔ جو چیز آنکھ سے دل میں چلی جاتی ہے بعض اوقات دل میں بیٹھ جاتی ہے تو آنکھ کے فتنے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ایسی چیزوں پر نگاہ نہیں ڈالنی چاہیئے یا نگاہ بھر کر نہیں دیکھنا چاہیئے اور یہ مردوں کیلیئے بھی اور آگے عورتوں کیلیئے بھی یہی حکم ہے کہ جو انسان کو زنا کی طرف لے جائیں، حرام کی طرف لے جائیں، غلط چیز کی طرف لے جائیں یا دنیا کی محبت، خواہشات اور حسرتیں دل میں پیدا کر دے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا؛ ابن آدم پر اسکے زنا سے حصہ لکھ دیا گیا جو وہ لا محالہ اسے ملے گا پس آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔

اور اس میں سامنے بھی کسی کو دیکھنا اور تصویریں بھی ننگی دیکھنا اور porn دیکھنا، یہ ساری چیزیں اس میں شامل ہو جاتی ہیں اور یہ ایمان کے منافی عمل ہے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: اے علی! نظر کے پیچھے نظر مت لگاؤ۔(یعنی ایک چیز دیکھی اٹریکشن ہوئی، پھر دوبارہ نہ دیکھو، پھر دوبارہ نہ دیکھو) کیونکہ پہلی تمھارے لئے معاف ہے لیکن دوسری نہیں"۔ اچانک نظر پڑے تو نظر پھیر لینی چاہیئے۔

✷ اور جو شخص چھ چیزوں کی ضمانت دے تو نبی ﷺ نے جنت کی ضمانت اس کو دی اور اس میں ایک شرم گاہوں کی حفاظت اور دوسرے نگاہوں کو جھکا کر رکھنا۔

❖ آیت 31

یعنی خواتین کیلیئے بھی وہی احکامات ہیں جو مردوں کیلیئے لیکن عورتوں کیلیئے کچھ مزید احکامات بھی ہیں۔ اور وہ کیا ہیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔

زینت میں کیا ہے؟

انسان کا میک اپ، خوبصورت کپڑے اور جسم کے وہ حصے جو چھپانے کے لائق ہیں یعنی گلا وغیرہ ہے تو ان چیزوں کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر جو از خود ظاہر ہو جائے مثلاً: کسی نے ہاتھ بڑھایا کوئی چیز اٹھانے کیلیئے تھوڑے سے بازو سے کپڑا ہٹ گیا۔ کوئی انگوٹھی پہنی ہوئی ہے یا اس طرح کی۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ بعض لوگ اسکارف پہن بھی لیتے ہیں تو وہ گلے میں ہی لپیٹ لیتے ہیں اور سینہ ننگا ہو رہا ہوتا ہے۔ بعض اوقات پورا ننگا ہوتا ہے اور بعض آدھا ننگا کر کے پھرتے ہیں تو یہ قرآن کے حکم کے صریح خلاف ہے۔ اسکارف لیں اپنا سینہ پوری طرح ڈھانپیں صرف اوپر اوپر گلے کی حد تک نہیں یا اس طرح نہیں کہ ڈوپٹہ لے کر سینہ ڈھانپ دیں اور گلا ننگا ہو رہا ہو۔

کیونکہ خمار کہتے ہیں سر کے کپڑے کو یعنی سر کا کپڑا اس طرح پہنیں کہ وہ سینے تک آجائے۔

اور اپنا بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ کریں یعنی اپنا میک اپ، اپنی زینت اور خوبصورتی غیر مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں یعنی عورتیں پاؤں میں بھی بجنے والا زیور پہنتی ہیں یا کچھ یا ایسی جوتی بعض اوقات کہ جس سے پوری مارکیٹ متوجہ ہو جائے کہ کون جارہا ہے تو زمین پر پاؤں مار کر بھی چلنا عورت کیلئے ناپسندیدہ ہے۔

یعنی ان سارے احکامات کو ماننے کے بعد بھی توبہ کرتے رہو کہ کہیں کوئی چیز رہ نہ جاتی ہو، کرنے کے باوجود بھی کوئی بھول چوک نہ ہوتی ہو۔

لیکن ہم میں سے بہت سے لوگ اس گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے توبہ کب کریں گے۔ نہ اس کو گناہ سمجھا، نہ اس سے باز آئے اور اگر ہو چکا تو توبہ بھی نہیں کی۔

توبہ کہ بہت ضروری ہے یہ سورۃ جس کو اللہ نے فرمایا کہ ہم نے نازل کیا ہے، یہ ہمارے احکامات ہیں اور ہم نے فرض کیا ہے۔

کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ کیا زینت کو چھپانا کوئی فرض ہے؟ اللہ نے سورۃ کے شروع میں ہی کہہ دیا ہے کہ یہ فرض احکامات ہیں تو پھر اور کون سے فرض کی بات ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری بدترین عورتیں وہ ہیں جو زینت کا اظہار کرنے والی ہیں، تکبر کرنے والی ہیں، ایسی عورتیں منافق ہیں ان میں سے کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہو گی مگر سرخ چونچ اور سرخ پیر والے کوے کی طرح۔

یعنی بہت کم جو کلرڈ قسم کے پرندے ہوتے ہیں جو کبھی کبھی نظر آتے ہیں کسی خاص موسم میں۔

تو یہاں توبہ کا وجوب بھی ہے کہ نیک اعمال کرنے کے باوجود اور برائیوں سے بچنے کے باوجود بھی انسان کو توبہ کرتے رہنا چاہیئے۔

✷ نبی ﷺ دن میں 70 سے 100 بار استغفار کرتے تھے حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے بلکہ آپ تو معصوم عن الخطا تھے.

مزید احکامات

❖ آیت 32

تم میں سے جو single ہیں ان کے نکاح کر دو تاکہ زنا کی طرف نہ جائیں۔ یعنی رشتہ ملنے پر نکاح میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔

✷ نبی ﷺ نے حضرت علی سے کہا کہ تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو۔

نماز جب وقت ہو جائے، جنازہ جب حاضر ہو جائے اور اکیلا single جب نکاح میں اس کا ہم پلہ کوئی رشتہ مل جائے۔

نکاح کشادگی کا باعث ہے۔ یعنی بچوں کے حالات زیادہ اچھے بھی نہیں تو بھی نکاح سے ان شاء اللہ مل کر جب گھر بنائیں گے تو برکت ہو جائے گی۔ تو اس لئے ہم سب کو سوچنا چاہیئے کہ بچے جب جوان ہو جائیں تو انکی شادی کی فکر کرنی چاہیئے اور بلاوجہ چھوٹے چھوٹے باتوں کا بہانہ کر کے تاخیر نہیں کرنی چاہیئے کہ ابھی پڑھ رہے ہیں ابھی جاب نہیں ہے ابھی فلاں نہیں، ان شاء اللہ وقت کے ساتھ ساتھ سارے کام ہوتے جائیں گے نکاح ان چیزوں میں حائل تھوڑی ہے یہ تو ہم نے لائف اسٹائل ایسا بنا لیا کہ جب شادی ہو گئی تو سبھی کچھ چھوڑ بیٹھے یعنی بعض بچیاں اتنا اچھا پڑھنے لکھنے میں ہوتی ہیں، کام میں ہوتی ہیں لیکن جب شادی ہو گئی تو سو سو کر وقت گزارا جا رہا ہے۔ بس پہننے، کھانے، اوڑھنے، سیر سپاٹے کی طرف توجہ ہے اور productive life نہیں بسر کرتیں۔ تو شادی کاموں میں رکاوٹ نہیں ہے بلکہ انسان کو اچھے مددگار مل جائیں تو پھر انسان اور زیادہ بہتر طور پر آگے بڑھ سکتا ہے۔

❖ آیت 33

یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ چونکہ ہماری شادی نہیں ہوتی اس لیے ہم زنا کر سکتے ہیں۔ کوئی جواز نہیں اس کا، زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی لونڈیوں سے prostitution کا کام کرواتے تھے اور انکی کمائی خود رکھ لیتے تھے۔ پکڑ تو اسکی ہوگی جو کسی کو برائی پر مجبور کر رہا ہے۔

❖ آیت 35

یہ **آیتِ نور** بہت ہی خوبصورت آیت ہے اور اسی سے اس سورت کا نام بھی سورۃ النور ہے تو اللہ حسی اور معنوی طور پر آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ بذات خود نور ہے، اس کا حجاب نور ہے اگر وہ اپنے حجاب کو ہٹادے تو اس کے چہرہ مبارک کے انوار و جلال حدِ نگاہ تک ساری مخلوق کو جلا کر رکھ دیں اس کے نور سے عرش، کرسی، سورج، چاند اور جنت منور ہیں۔

اسی طرح معنوی نور کا منبع بھی اللہ ہے اس کی کتاب نور ہے، اس کی شریعت نور ہے، ایمان نور ہے اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور اس کے مومن بندوں کے دلوں میں جو معرفتِ الٰہی ہے، اللہ کی پہچان ہے وہ بھی اللہ کا دیا ہوا نور ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا نور نہ ہو تو گمراہیوں کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھا جائیں لہٰذا ہر وہ مقام جہاں اللہ کا نور نہیں وہ اندھیروں میں ڈوب جاتا ہے۔

اس کے نور کی مثال یعنی وہ نور جس کی طرف اللہ رہنمائی کرتا ہے وہ اہلِ ایمان کے دلوں میں ایمان اور قرآن کا نور ہے، وہ ایک طاق کی طرح ہے، جس میں چراغ ہوں کیونکہ طاق چراغ کی روشنی کو جمع کر دیتا ہے جب ایک بند جگہ پر آپ چراغ رکھتے ہیں تو روشنی کی concentration ہو جاتی ہے اس کو بھی بکھرنے نہیں دیتا۔ چراغ شیشے کے فانوس میں رکھا ہوا ہو اور وہ فانوس اپنی صفائی اور خوبصورتی کی وجہ سے یوں لگتا ہے جیسے وہ چمکتا ہوا استارہ ہو یعنی وہ موتی کی مانند چمکتا ہو۔ یعنی وہ چراغ جو چمکدار فانوس کے اندر ہے زیتون کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جس کا شعلہ سب سے زیادہ روشن ہوتا ہے اور وہ مشرقی جانب نہیں اور نہ مغربی یعنی اس پر سورج کی پوری روشنی پڑتی ہے ایسی جگہ کا زیتون (اور یہ کہتے ہیں کہ ملکِ شام یا فلسطین کے زیتون ایسا ہوتا ہے جسے صبح و شام سورج کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ سورج کا زاویہ ایسا ہوتا ہے اس وجہ سے وہ نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ اس کا تیل بھی بہت صاف ہوتا ہے)

تو روشنی پر روشنی، نور پر نور، یعنی آپ کی روشنی اور زیتون کے تیل کی روشنی۔

تو یہ مثال جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے یہ دراصل مومن کے حالات کی مثال ہے کہ مومن کا دل جو ہے اللہ کے نور سے منور ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے فطرت پر پیدا کیا تو سب سے پہلا فطرت کا نور ہے اور پھر وہ زیتون کے صاف تیل کی طرح پاک ہے، فطرت سلیم ہے۔ اور پھر جب اس پر ایمان آیا تو اس کے دل کو اس نے اور روشن کر دیا جیسے آگ چراغ کی بتی کو روشن کر دیتی ہے تو اسی طرح ایمان سے اس کے اندر سے شیطان کی ڈالی ہوئی نجاست نکل گئی اور پھر اس کے بعد جب وہ قرآن کا نور، علم کا نور حاصل کرتا ہے تو یہ سارے نور اکٹھے ہو کر انسان کو ہدایت کی طرف رہنمائی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے نور نہ رکھے پھر اس کے لیے کوئی نور نہیں ہوتا۔

غضِ بصر کے بعد آیت نور کا ذکر ہے کیونکہ انسان جب حرام سے بچتا ہے تو پھر اس کو نور حاصل ہوتا ہے، پھر اس کو ایمان کی لذت اور حلاوت نصیب ہوتی ہے۔

نور علی نور۔۔۔تو کتنے نور جمع ہو گئے مومن کے دل کے اندر جس سے صرف مومن خود ہی فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ اپنے ماحول کو بھی روشن کرتا ہے اور اسی مقدار سے اس کی روشنی ہوتی جس مقدار میں اندر نور ہوتا ہے یعنی اس کے اپنے اندر بھی شرح صدر ہوتا ہے کہ وہ جس راہ میں چلا جا رہا ہے اس میں اس کو کوئی شک نہیں ہوتا، یقین حاصل ہوتا ہے اور اس پر سارے نقصان اٹھا کر بھی عمل کر رہا ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ دوسروں کے لئے بھی منبع نور بن جاتا ہے دوسروں کو اپنی زندگی کے نور سے روشن کرتا ہے ان کے لیے اچھا رول ماڈل بنتا ہے، اچھی مثال بنتا ہے اور مومن ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

❖ آیت 36

یعنی مومن وہ ہے جس کا دل مسجد کے ساتھ لگا ہوا ہے جہاں نیکی اور خیر اور اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان مجالس سے اس کی محبت بے مثال ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ: اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں بھی ادا کیا کرو اور ان کو قبرستان کی طرح نہ بناؤ اور وہ گھر جس میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ اہلِ آسمان پر ایسے نظر آتا ہے جیسے زمین والوں کو ستارے۔

تو مردوں کے لیے تو مساجد ہیں اور عورتوں کے لیے ان کے گھر ہیں جن کو انہیں قرآن کی تلاوت سے، دین کی مجالس سے روشن کرنا چاہیے۔

اس لیے ان میں سے ہر ایک کے دل کے اندر یہ خواہش ہونی چاہیے کہ میں اپنے گھر میں بھی کوئی حلقہ کروں یعنی اب رمضان ختم ہو گا یہاں پر پروگرام ختم ہو جائے گا تو پھر آپ کے اندر ایک خلاء سا ہو گا اس خلاء کو نہیں چھوڑئے فوراً کہیں نہ کہیں کمٹمنٹ کر لیجئے۔

کوئی تجوید کا کورس شروع کر لے، کوئی تفسیر کا کر لے۔ جب یہ دورہ قرآن ختم ہو گا تو آن لائن دن میں تین تین پارے ان خواتین کیلئے جو پوری مہینہ چھٹی نہیں لے سکیں اور رمضان کے آخری عشرے میں کچھ پڑھنا سیکھنا چاہتی ہیں تو پھر ایک دفعہ پورا قرآن مکمل ہو گا۔

اسی طرح یہ ہے کہ رمضان کے بعد عید۔ عید کے بعد پھر آپ نے اپنے آپ کو چھوڑنا نہیں کیونکہ روزوں نے آپ کے اوپر ایک ایمانی اثر ڈالا، تقویٰ حاصل ہوا آپ کو، قرآن کے پڑھنے نے آپ کے اندر نور کی شمع روشن کر دی۔ اب یہ نور بجھنے نہ پائے اس کو ایمان سے، قرآن سے علم سے روشن رکھیں کسی نہ کسی علم کی مجلس کو ضرور اختیار کریں اور کبھی اپنے گھر کے اندر بھی چاہے ہفتہ وار چاہے مہینے میں ایک دفعہ چاہے زندگی میں ایک دفعہ، کیونکہ وہ گھر آسمان سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں جہاں یہ نور روشن ہوتا ہے حتیٰ کہ عید کی پارٹیوں میں بھی جب آپ جائیں یا لوگوں کو بلائیں تو وہاں بیٹھ کر بھی علم کی کوئی بات ضرور کریں یعنی جو قرآن آپ نے پڑھا ہے ماشاءاللہ آپ روز آ کے اتنے اچھے اچھے پوائنٹس شیئر کرتے ہیں آپ نے یہ نوٹس بھی لیے ہوئے ہیں۔ آپ اپنی ڈائری اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں کہ میں نے رمضان کیسا پایا اور اس میں کیا سیکھا تو چند ایک اچھی اچھی باتیں ہی دوسروں کے ساتھ بھی شیئر کریں تو آپ کا نور دوسروں تک پھیلے گا اور آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنے گا۔

❖ آیت 37

اسی طرح مومن عورتیں جو ہیں گھر کے کام کاج، اپنی ذمہ داریاں، اور جابز ان کو اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتیں۔

یاد رکھیے

گھر کا کام ہوں یا باہر کا کام نماز کا وقت آ گیا دوڑ پڑیں اللہ کے ذکر کی طرف۔

❖ آیت39

دھوکا یعنی کافر اپنی دنیا کی زندگی میں اتنا خوش ہے سراب کی طرح ہے اس کی وہ خوشی اور جس چیز کو وہ سمجھتا ہے کہ یہ میری کامیابی ہے وہ دراصل جوں جوں وہ اس کے قریب پہنچتا ہے تو سوچتا کہ یہ تو کچھ نہیں تھا۔ ایسا ہوتا ہے انسانوں کے ساتھ انسان اپنی زندگی میں کچھ حسرتیں، تمنائیں، کچھ goals،aims رکھتا ہے جب وہ ایک چیز کو حاصل کرلیتا ھے تو پھر what next کچھ کرنے کو نہیں کتنا خلاء ہو جاتا ہے پھر وہ آگے بڑھتا ہے تو سراب پھر جب وہ اس کے پاس پہنچتا تو پانی نھیں ہوتا پھر اگلی منزل پر روانہ ہو جاتا ہے تو اللہ کو نہ ماننے والا اور اللہ کی طرف نہ آنے والا ساری زندگی دھوکے میں رہتا ہے وہ جن سنہری چیزوں کو اپنی کامیابی سمجھتا ہے جب وہ ان کو حاصل کرلیتا ہے وہاں تک پہنچتا ہے تو وہ کچھ نہیں ہوتیں وہ تو ہاتھ سے نکل چکی ہوتی ہیں۔

اب تک زندگی میں جو کچھ آپ نے حاصل کیا وہ کدھر ہے چلا گیا، گزر گیا تو اس لئے انسان اس دھوکے میں نہ رہے کیونکہ قیامت کے دن ان چیزوں کا کچھ بدلہ نہیں ملنے والا۔ مرنے کے بعد تو اللہ کا سامنا کرنا ہو گا۔

❖ آیت40

فطرت بھی سلیم نہیں ہے، ایمان بھی نہیں، عمل صالح بھی نہیں، علم کی روشنی بھی نہیں، اندھیروں میں جی رہا ہے انسان۔ جسے اللہ روشنی عطا نہ کرے اس کو کہیں سے بھی نور نہیں مل سکتا اس کے لئے کوئی روشنی کی کرن نہیں کیونکہ نور کا منبع اللہ کی ذات ہے حسی بھی اور معنوی بھی۔

❖ آیت41

کیا تم دیکھتے نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اور فضا میں پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں تو کیا آپ نہ کریں گے ؟۔ ہر مخلوق کو اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ معلوم ہے کیا ہمیں بھی معلوم ہے ؟

❖ آیت43

پتہ بھی نہیں چلتا اور بادل ایک جگہ سے دوسری جگہ جا پہنچے ہوتے ہیں ان کے ٹریفک کا کوئی شور، دھواں کچھ بھی نہیں ہوتا حالانکہ وہ آپ کی گاڑیوں سے زیادہ بھاری بوجھ لے کر چل رہے ہوتے ہیں۔ آپ کے ٹرک سے زیادہ لوڈڈ ہوتے ہیں۔ پھر بادلوں کے اجزاء کو آپس میں ملا دیتا ہے بہت سے بادل ایک جگہ اکھٹے ہو جاتے ہیں تو اسے تہہ بہ تہہ بنا دیتا ہے بہت پیار سے ایک دوسرے کے اوپر جہاں جگہ ملتی ہے وہ جگہ کو بھر دیتے ہیں۔

پھر تو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان سے بارش کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ یہ کس کی قوت ہے ؟ یہ کس کی قدرت ہے ؟ یہ کون ہے اس fog میں سے پانی ٹپکانے والا ؟ کبھی عمارتوں کے پاس سے بادل گزرتے ہیں، آپ کے پاس کھڑکی سے شاید اندر آجائیں پکڑ کے اس میں سے پانی نکالیں کچھ بھی نہیں نکلتا۔

اور وہ آسمان سے ان پہاڑوں کی بدولت جو اس میں بلند ہیں اولے برساتا ہے کبھی آپ air traveling کے دوران دیکھتے ہیں کہ بعض بادل بالکل ایسے لگتے ہیں کہ جیسے اوپر پہاڑ کھڑے ہوں۔ پھر جس سے چاہتا ہے ان سے نقصان پہنچاتا ہے۔

❖ **آیت45** سبحان اللہ یہ ورائٹی یہ creation یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

❖ آیت 46

یادرکھیں

یہ رہنمائی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک ہوتی ہے علم کی رہنمائی اور ایک ہوتی ہے توفیق کی۔ علم آنے کے بعد اس پر عمل کی توفیق بھی اللہ دیتا ہے تو اس لیے ہمیں توفیق کی دعا بھی مانگنی چاہیے۔

❖ آیت 48 سبحان اللہ! اللہ کے رسول ﷺ پر راضی نہیں ہیں پھر ایمان کیسا ہے ان کا۔

❖ آیت 50 اندر چور ہے اس لیے وہ آپ ﷺ کے پاس نہیں آتے۔

❖ آیت 51-52

ایک آیت کے آخر میں کہا **المفلحون** اور یہاں کہا **ٱلۡفَآئِزُونَ**

اور دونوں میں شرط کیا ہے؟ کہ اللہ اور رسول کی بات پر لبیک کہنا۔

اس سے کیا پتہ چلتا ہے کہ کامیاب وہ ہیں جو قرآن اور سنت کو فالو کریں۔

❖ آیت 53

یعنی جس کام کے لیے آپ کہیں گے۔ آپ ان سے کہیے کہ یہ قسمیں نہ کھاؤ۔ مطلوب تم سے قسمیں کھانا نہیں ہے، دستور کے مطابق اطاعت ہے کر کے دکھاؤ تمہاری سچائی قسموں سے ظاہر نہیں ہو گی عمل سے ظاہر ہو گی۔

❖ آیت 54

بار بار تکرار ہے اس لئے کیسے الگ کر سکتے ہیں رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت سے۔

اور پھر اگر تم اطاعت نہیں کرو گے تو رسول کے ذمہ تو وہی کچھ ہے جس کا وہ مکلف ہے یعنی تبلیغ کرنے کا۔

اور تمہارے ذمہ وہ کچھ ہے جس کے تم مکلف ہو یعنی اطاعت کے۔

اور رسول کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ صاف صاف پیغام پہنچا دے۔

باقی اس کی ذمہ داری نہیں کہ وہ یہ دیکھے کہ تم نے کام کیا یا نہیں۔ وہ تو ہر شخص اپنا ذمہ دار خود ہے۔

❖ آیت 56

"نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو" یہاں اللہ نے اپنی اطاعت کا بھی ذکر نہیں کیا یعنی اتنا اہم ہے نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنا۔

اچھا اب رسول ﷺ کی اطاعت کیا صرف آپ کی زندگی میں تھی؟ کیا آپ ﷺ صرف ان لوگوں کے رسول تھے یا ہمارے بھی ہیں؟ ہمارے بھی ہیں اس لیے بہت ضروری ہے کہ قرآن کے ساتھ حدیث کا مطالعہ بھی کیا جائے۔ تو الحمد للہ یہاں پر بخاری کی کلاسز بھی ہوتی ہیں جمعہ ایوننگ کو انگلش میں ہوتی ہیں آج ہو گی

ان شاءاللہ اور اسی طرح اردو میں بھی صبح کے اوقات میں ہوتی ہیں، تو سنت کا علم بہت وسیع خزانہ ہے جو اس سے محروم رہا وہ بہت بڑی خیر سے محروم رہا۔ پوری زندگی بسر کرنے کے طریقے اس میں سکھائے گئے تو اس لئے علم کے حریص ہوں۔ کیونکہ اطاعت کے لئے حکم جاننا ضروری ہے اور اس کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

❖ آیت57

آپ کافروں کے متعلق یہ نہ سوچیئے کے وہ زمین میں اللہ کو عاجز کر دینے والے ہیں۔ کہ اللہ ان کو پکڑ نہیں سکتا یا انہیں عذاب نہیں دے سکتا۔

❖ آیت58

چھوٹے بچے بھی اجازت لے کے آئیں۔ نماز فجر سے پہلے والدین کے بیڈروم میں نہ جائیں اجازت کے بغیر، ظہر کے وقت، قیلولہ کے وقت جب تم کپڑے اتارتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہارے لیے پردے کے وقف ہیں۔

ان اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں بلا اجازت آنے جانے سے ان پر کوئی گناہ نہیں اور نہ تم پر کوئی گناہ ہے۔

تو آپ دیکھیے

کس قدر privacy کا لحاظ رکھا گیا کہ چھوٹے بچوں کو بھی expose نہیں کرنا چاہیے شوہر اور بیوی کے آپس کی intimacy اور ایک دوسرے کے تعلقات کے بارے میں۔ بعض مائیں تو بچوں کو واش روم میں لے کے گھس جاتی ہیں ان کے سامنے ننگا نہاتی ہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ تو بلکل common sense کی بات ہے۔ پوچھنے پہ پتہ چلتا ہے کہ روتے ہیں۔ اس کا کوئی اور بندوبست کریں نہ کہ پھر اپنا آپ ننگا دکھائیں۔ پھر آپ کپڑوں میں ہی نہائیں تا کہ وہ آپ کو ننگا تو نہ دیکھیں۔ کیونکہ بچپن سے ان کے سامنے حیا کے تقاضے پامال کر دیے جاتے ہیں پھر بڑے ہو کر ان کے لیے یہ چیزیں بس ایسی ہی ہو جاتی ہیں اور پھر وہ اللہ کے حکم سے نافرمانی کرنے لگتے ہیں۔

❖ آیت60

دو شرائط ہیں یعنی بوڑھی ہو چکی ہوں لیکن شادی کی کوئی امید نہ ہو (کیونکہ کچھ خواتین 60 پلس بھی ہو کر بلکل fit & young ہوتی ہیں) اگر وہ اپنی چادر یعنی باہر جاتے ہوئے جو بڑی چادر لیجاتی ہے وہ اتار دیں، تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشر طیکہ زیب و زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں۔ یعنی اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنا چاہتی ہوں تاہم اگر وہ چادر اتارنے سے پرہیز ہی کریں تو یہ بات انکے حق میں بہتر ہے اور اللہ سب کچھ سنتا، جانتا ہے۔

❖ آیت61

یاد رکھیے

کہ یہ مومنوں کے آپس کا تعلق بتایا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے وسیع دل کے مالک ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو کھانے پر ویلکم بھی کرتے ہیں اور کھانے والا بھی کسی قسم کی جھجک اور عار محسوس نہیں کرتا اور اس میں خاص طور پر رشتے داروں کے علاوہ دوستی کا بھی ذکر کیا گیا کیونکہ دوستی بھی ایک رشتہ ہوتی ہے اور بعض اوقات خون کے رشتوں سے بھی زیادہ یہ رشتہ بڑھ جاتا ہے۔

✧ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دوست رشتے داروں سے زیادہ تاکید والا ہے، کیونکہ انسان ان کے ساتھ بعض اوقات زیادہ وقت گزارتا ہے۔

اور خاص طور پر کچھ ملکوں میں آپ دیکھیں کہ جہاں کوئی بھی اپنے رشتہ دار نہیں ہوتے وہاں دوست ہی رشتہ داروں کی جگہ لے لیتے ہیں۔

❖ آیت 62

یہ ایک اصول دے دیا گیا کہ جو ٹیم ورک ہوتا ہے، جو مل کر کام کیا جاتا ہے اس میں اپنی مرضی نہیں چلائی جاتی بلکہ مشورے سے کام ہوتا ہے اور اس میں اپنی جگہ یا اپنا کام بھی بغیر اجازت نہیں چھوڑا جا سکتا۔

یعنی یہ بھی امیر کی اتھارٹی میں ہے کہ اگر وہ سمجھتا ہے کہ چھٹی نہیں دینی چاہیے تو وہ نہ دے۔ یہ نہیں کہ وہ کسی ضد کی وجہ سے کہے۔ اگر واقعی حقیقی ضرورت ہے تو کسی کو برا نہیں ماننا چاہیے۔

❖ آیت 63

یعنی ادب سے پکارو نام لے کر نہیں۔ (اللہ تعالی ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے چپکے سے کھسک جاتے ہیں) یعنی کام کے بیچ میں یا مجلس سے چپکے سے۔

منافقین ایسے کرتے تھے۔ کہ ذرا آپ کا دھیان ادھر ادھر ہوا پہلے آکر حاضری لگوالی اور پھر غائب ہو گئے۔ اگر رسول ﷺ کو پتا نہیں چلا تو اللہ کو تو معلوم ہے۔

(لہذا جو لوگ رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں)۔

استغفر اللہ یہ ہم سب کے لیے ڈرنے کی بات ہے سنتوں کی مخالفت، حدیث کی مخالفت انسان کو بہت بڑے فتنہ میں ڈال دیتی ہے۔ (یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ پہنچ جائے) تو یہاں پر نبی ﷺ کے احترام کی بات ہے اور اسی احترام کا حصہ ہے کہ آپ کے دیے ہوئے علم کا بھی احترام کریں اور سنتوں کی پیروی کریں اور جو لوگ دینی علوم کی تعلیم دے رہے ہوں، علم دے رہے ہوں ان کا بھی ادب لحاظ رکھیں۔

سورۃ الفرقان

❖ آیت 1 یہ قرآن سارے جہان والوں کے لئے ہے تاکہ وہ برے انجام سے بچیں

❖ آیت 2 یعنی اس کی تقدیر مقرر کی۔

یاد رکھیں

تقدیر بہت پہلے لکھی جا چکی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھ دیں اور فرمایا اللہ کا عرش پانی پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: اللہ تعالی ہر بندے کی تخلیق میں پانچ چیزیں لکھ چکا ہے اس کی عمر، اس کا رزق، اس کا عمل، وہ شقی ہو گا یا سعید اور کوئی چیز تقدیر پہ سبقت نہیں لے جا سکتی اور اس میں کچھ اضافہ اور کمی نہیں ہوتی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر انسان کے پاس چوائس ہی کیا رہ گئی؟

تو وہ بھی تقدیر کا ایک حصہ ہے کہ اللہ نے چوائس بھی دی ہے تقدیر بھی لکھی اور تقدیر کیا ہے؟ اللہ کا سابق علم۔

اسے پہلے سے پتہ ہے کس بندے کو میں کیا دوں گا اور وہ اس سے کیا کرے گا۔ اس لئے اس میں کوئی کنفیوژن نہیں ہونی چاہیے اور تقدیر کے معاملے میں بہت بحث کرنے سے بھی بچنا چاہیے کیونکہ وہ انسان کو miss lead کر سکتی اور گمراہ کر سکتی ہے تو ہمیں جب بھی تقدیر کے مسئلے میں کوئی شک پیدا ہونے لگے یا کوئی پریشانی آنے لگے تو

وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنۡ هَمَزَٰتِ ٱلشَّيَٰطِينِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحۡضُرُونِ

پڑھ لینا چاہیئے۔

❖ آیت 4

کافر لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن محض جھوٹ ھے۔ گھڑی ہوئی چیز ہے۔ نعوذ باللہ جسے اس نے خود بنا ڈالا۔ کہ محمد ﷺ نے خود لکھ لیا اور دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے۔ کتنا بڑا جھوٹ اور ظلم ہے۔ جس پر یہ لوگ اتر آئے ہیں۔

❖ آیت 6

تب ہی تو یہ کتاب رہنمائی والی ہے۔ انسانوں کے پاس وہ علم نہیں کہ جس کی بنا پر وہ تمام انسانوں کی بھلائی کا کام کر سکیں۔

❖ آیت 7-8

یاد رکھیے

پیغمبر بہت عاجزی والے انسان ہوتے ہیں اور عاجزی اختیار کرنا پیغمبری کے خلاف نہیں ہے۔

یعنی کھانا پینا، خرید و فروخت کرنا، شادی بیاہ کرنا کہ یہ چیزیں کسی کی شان اور مرتبے میں کمی نہیں کرتیں اور پھر عام لوگوں کی طرح کھانا پینا ان کا کیا تھا جیسے ہم کھاتے ہیں وہ یہی کھاتا ہے اس سے آگے زیادہ بہترین کیوں نہیں؟ اس کا لباس زیادہ بہترین کیوں نہیں؟ اس کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں جو باڈی گارڈز ہوتے اسکے ساتھ۔

تو یہ نبی کریم ﷺ کی عاجزی تھی کہ وہ عام لوگوں کی طرح رہتے تھے اپنے آپ کو بشر کہتے تھے فرشتہ نہیں بتاتے تھے۔ یعنی یہ ساری چیزیں جو اسٹیٹس سمبل ہے یہ کیوں نہیں اس کے پاس۔

❖ **آیت 15** جزا کہتے ہیں، عمل کا بدلہ

❖ **آیت 19** جو تم آج کہتے ہو تمہارے معبود تمہیں اس دن جھٹلا دیں گے۔

❖ **آیت 20** **یاد رکھیے** بعض لوگ بعض لوگوں کے لیے آزمائش ہوتے ہیں، تو انسان کو پھر ان کی تکلیف دہ باتیں سننا پڑتی ہیں، سن کے کیا کرنا چاہیے؟

صبر سے کام لینا چاہئے اور صبر میں بڑا اجر ہے۔

جمعہ کا دن مبارک دن آپ کے لیے فری ڈسٹریبیوشن میں ہے خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھوائیے۔

پارہ 18 کے اہم نکات

1. نماز کی روح خشوع ہے۔
2. خشوع جنت کو واجب کرنے والا عمل ہے۔
3. خشوع اسی وقت آتا ہے جب لغویات سے بچیں۔ اللہ کی نافرمانی کے کاموں سے بچیں کیونکہ اگر آپ گناہ کر کے نماز کی طرف جا رہے ہیں تو نماز میں خشوع نہیں آسکتا۔ آپ کا سارا دھیان پچھلے واقعے کی طرف ہی رہے گا اگر کسی سے لڑائی جھگڑا کر کے آئے ہیں یا کوئی گالی گلوچ کر کے آئے ہیں تو وہی ذہن میں چیزیں آئیں گی پھر اللہ کی طرف دل نہیں لگے گا۔
4. گناہ چاہے چھوٹے ہی ہوں لیکن ان کے بارے میں بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔
5. انسان نیک کام کر کے تکبر نہ کرے۔
6. قیامت کے دن ہمارے اعمال بھی بولیں گے۔
7. امانت اور عہد کی پابندی کرنی چاہیئے خواہ دین کا معاملہ ہو یا دنیا کا معاملہ ہو۔
8. نماز کا اجر خشوع کے مطابق ہی ملتا ہے۔
9. کامیابی پانے والے وہ ہیں جو رب سے ڈرتے ہیں۔
10. زبان کی احتیاط بہت ضروری ہے انسان ایک کلمہ ایسا نکالتا ہے جس کی وجہ سے بہت دور جہنم میں جا گرتا ہے۔
11. عاجزی کی وجہ سے انسان کی شان اور مرتبہ کم نہیں ہوتا۔
12. رزق حلال کمانا بھی عبادت ہے۔
13. ہمارا دین ہمارے حسب نسب کی حفاظت کرتا ہے اسی لئے زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے۔
14. اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بے حیائی پسند نہیں۔

اکیڈمک ڈپارٹمنٹ
(کراچی ریجن)